ایمانیات، عبادات، سیرت، اذکار، دعاؤں، سنتوں اور آداب پر مشتمل مدنی گلدستہ

اِسلامیات

چھٹی جماعت کے لیے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب پڑھنے کی دُعا

کتاب پڑھنے سے پہلے ذیل میں دی ہوئی دُعا پڑھ لیجیے اِنْ شَآءَاللّٰہ عَزَّوَجَلَّ جو کچھ پڑھیں گے یاد رہے گا۔

اوّل آخر ایک بار دُرود شریف پڑھ لیجیے۔

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ عَلَیْنَا حِکْمَتَکَ وَانْشُرْ عَلَیْنَا رَحْمَتَکَ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام

ترجمہ: اے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہم پر علم و حکمت کے دروازے کھول دے اور ہم پر اپنی رحمت نازل فرما، اے عظمت اور بزرگی والے (مستطرف، ج ۱، ص ۴۰، دارالفکر بیروت)

''تربیت اولاد'' کے دس حروف کی نسبت سے والدین کے لیے ''دس مدنی پھول''

1. اسلامی معاشرے کا بہترین فرد بنانے نیز بحیثیت والدین اپنی ذمہ داری احسن انداز میں نبھانے کے لیے اولاد کی بہترین تربیت بہت ضروری ہے۔ ابتدا ہی سے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی محبت پیدا کرنے کے لیے اپنے گھر کو تلاوت و نعت وغیرہ کی برکتوں سے مالامال رکھیے۔ مدنی چینل اس کا بہترین ذریعہ ہے۔
2. نماز کا عادی بنانے کی نیت سے اپنے بچوں کو نمازِ فجر کے لیے باقاعدگی سے اُٹھایئے اور باقی نمازوں کی پابندی کا بھی ذہن دیجیے۔
3. سرکار مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سنتیں سیکھنے اور سکھانے کی نیت سے اپنے گھر میں فیضانِ سُنّت کا درس جاری کیجیے۔
4. والدین، اساتذہ کرام اور بزرگوں کا ادب و احترام سکھانے کی نیت سے مکتبۃ المدینہ کی کتابوں سے بزرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن کے واقعات سنایئے۔
5. اسلامی تعلیمات کے مطابق ذہن سازی کے لیے اچھے اخلاق، صبر و شکر، حُسنِ سلوک اور قرآن و سُنّت کے عامل بن کر اپنی اولاد کے سامنے عملی نمونہ پیش کیجیے۔
6. جھوٹ، غیبت، چغلی، لڑائی جھگڑا، گالی گلوچ، بد نگاہی اور دیگر گناہوں سے بچنے کا ذہن دیتے رہیے۔
7. جسمانی نشو و نما اور صحت کی درستی کے لیے اپنی حیثیت کے مطابق حلال کمائی سے اچھی اور متوازن غذا بالخصوص دُودھ اور پھل وغیرہ کی ترکیب بنایئے۔
8. اپنے بچے کی تعلیمی کیفیت سے آگاہ رہنے کیلئے روزانہ ہوم ورک چیک کیجیے اور دارالمدینہ کی طرف سے وقتاً فوقتاً ہونے والی پیرنٹس ٹیچرز / پیرنٹس منیجمنٹ میٹنگز میں شرکت فرمایئے۔
9. غلطیوں کی اصلاح کے لیے بے جا مار پیٹ کے بجائے محبت نرمی اور حکمت کے ساتھ سمجھایئے۔
10. اپنی اولاد کو ہر وقت اپنی نیک دُعاؤں مثلاً علم و عمل میں برکت اور درازی عمر بالخیر وغیرہ سے نوازتے رہیے۔

ایمانیات، عبادات، سیرت، اذکار، دعاؤں، سنتوں اور آداب پر مشتمل مدنی گلدستہ

اِسلامیات

چھٹی جماعت کے لیے

نام ______

ولدیت ______ فون ______

کلاس ______ سیکشن ______

ایڈمیشن آئی۔ڈی ______ جی۔آر نمبر ______ رول نمبر ______

اسکول ______

شعبۂ اسلامیات

دار المدینہ شعبۂ نصاب (دعوتِ اسلامی)

پبلشر
دارالمدینہ پبلی کیشنز
پہلی اشاعت ۲۰۱۸
ISBN : 978-969-691-017-6

تیاری و پیش کش
شعبۂ نصاب، دارالمدینہ
ای میل: curriculum@darulmadinah.net

ہم ان ممالک میں موجود ہیں:

پاکستان | بھارت | برطانیہ | امریکا
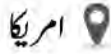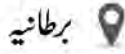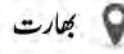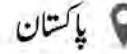
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب "اِسْلَامِیَّات (چھٹی جماعت کے لیے)" مطبوعہ دارالمدینہ پبلی کیشنز پر مجلس تفتیش کتب و رسائل کی جانب سے نظر ثانی کی کوشش کی گئی ہے۔ مجلس نے اسے عقائد، کفریہ عبارات، اخلاقیات اور فقہی مسائل وغیرہ کے حوالے سے مقدور بھر ملاحظہ کر لیا ہے، البتہ کمپوزنگ یا کتابت کی غلطیوں کا ذمہ مجلس پر نہیں۔

تاریخ: ۲۸ فروری ۲۰۱۷ — مجلس تفتیشِ کتب و رسائل (دعوتِ اسلامی)

ہمارا ساتھ دیجیے۔
دارالمدینہ (انٹرنیشنل اسلامک اسکول سسٹم) کا بُنیادی مقصد شریعت کے تقاضوں کے مطابق معیاری دینی و دنیوی تعلیم فراہم کرنا ہے۔
تمام اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں سے تعاون کی مدنی التجا ہے۔

Dar-ul-Madinah Educational Support Fund

Title of Account : Darul Madina Educational Support Fund
Account No. : 0112-0891-010-1515-9
Bank : UBL Ameen
Branch : Main Branch M.A. Jinnah Road, Karachi
Branch Code : 0891
Swift Code : UNILPKKA
IBAN Code : PK97UNIL0112089101015159

For Sadqaat-e-Nafila

Title of Account : DAWATEISLAMI
Account No. : 0388841531000263
Bank : MCB Bank Limited
Branch : Cloth Market Branch, Karachi
Branch Code : 0063
Swift Code : MUCBPKKA
IBAN Code : PK20MUCB0388841531000263

مزید معلومات اور آن لائن عطیات جمع کروانے کے لیے ہماری ویب سائٹس وزٹ کیجیے۔
www.darulmadinah.edu.pk | www.dawateislami.net | donation.dawateislami.net

پیش لفظ

علم دین سیکھنے کی بدولت انسان کو وہ نور حاصل ہوتا ہے جو اسے کفر و شرک اور جہالت و گمراہی کے اندھیروں سے نکالتا اور جینے کا سلیقہ سکھاتا ہے۔ فی زمانہ اسکول، کالج اور یونیورسٹیوں کے نصاب میں شامل اسلامیات کی کتاب کی تدریس کو ہی اسلامی تربیت کے لیے کافی سمجھ لیا جاتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ تربیت کا آغاز بچے کی کس عمر سے اور کس علم سے ہونا چاہیے اس حوالے سے اہلِ فن کی آراء اگرچہ مختلف ہو سکتی ہیں، البتہ اسلام میں تربیت کا آغاز پیدائش کے فوراً بعد بچے کے کان میں اذان دے کر کیا جاتا ہے، گویا ابتدا ہی سے بچے کو اسلام کے بنیادی عقائد مثلاً اللہ عَزَّوَجَلَّ کی وحدانیت، نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی رسالت اور نماز کے بارے میں آگاہی دے دی جاتی ہے۔ عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ مختلف انداز سے تربیت کا یہ سلسلہ آگے بڑھتا ہے۔

یوں تو ہر مسلمان کے لیے عبادات و اخلاقیات اور اپنی ضروریات کے مسائل سے آگاہ ہونا اور عملاً ان سے آراستہ ہونا ضروری ہے۔ خصوصاً طلبہ و طالبات کی دینی و اخلاقی تربیت کیلئے ہمیں خاص توجہ کی حاجت ہے تاکہ ہم انہیں معاشرہ کا ایک اچھا با اخلاق و باکردار و باعمل نیک مسلمان بنانے میں کامیاب ہو سکیں۔ اُمّتِ مسلمہ کے نونہالوں کی اس دینی ضرورت کو پورا کرنے کا بیڑا دعوتِ اسلامی کے شعبہ دارالمدینہ نے اُٹھایا ہے۔ بانیٔ دعوتِ اسلامی شیخ طریقت امیر اہلسنت حضرت علامہ ابوبلال محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے فیضانِ نظر سے دینی و عصری علوم کے حسین امتزاج پر مشتمل نظامِ تعلیم کو عام کرنے کے لیے ملک و بیرونِ ملک کئی مقامات پر دارالمدینہ قائم ہیں۔ دارالمدینہ کا ایک ذیلی شعبہ "شعبۂ نصاب" ہے جہاں علمائے کرام اور ماہرین کی زیرِ نگرانی دیگر مضامین کے علاوہ اسلامیات کی درسی کتب کی تیاری کا سلسلہ جاری ہے۔

اسلامیات کی یہ سیریز مڈل کلاسز کے طلبہ و طالبات کے لیے تیار کی گئی ہے۔ اس سے قبل پری پرائمری اور پرائمری کلاسز کی کتابیں شائع ہو کر آپ کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہیں۔ یہ سیریز تیار کرتے وقت طلبہ کی عمر اور دینی ضرورت کے مطابق موضوعات و مضامین کو مختلف ابواب میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔

پہلے باب کو مختلف قرآنی سورتوں، دُعاؤں، اور نماز کے اذکار سے مزین کیا گیا ہے۔ دوسرے باب میں اللہ عَزَّوَجَلَّ، انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام، آسمانی کتابوں، جنت و دوزخ اور فرشتوں پر ایمان وغیرہ عقائد کو احسن انداز میں پیش کیا گیا ہے تاکہ طلبہ صحیح اسلامی عقائد سے آشنا ہو کر بد مذہبی اور گمراہی سے محفوظ رہ سکیں۔ تیسرے باب میں عبادات کے مسائل و احکام سکھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ چوتھے باب میں مختصر اور جامع انداز میں حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرت کے چند گوشوں پر روشنی ڈالی گئی ہے تاکہ طلبہ، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرتِ طیبہ سے آشنا ہو سکیں۔ پانچویں باب میں اخلاق و آداب کو عام فہم انداز میں شامل کیا گیا ہے تاکہ طلبہ اپنی زندگی کو اُس کے سانچے میں ڈھال سکیں۔ جبکہ چھٹے باب میں انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام، صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اور مشاہیرِ اسلام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی کی مُبارک زندگیوں کے مختصر احوال شاملِ نصاب کیے گئے ہیں۔

اسلامیات کی موجودہ سیریز میں درج ذیل اُمور خاص اہمیت کے حامل ہیں:

- طلبہ و طالبات کی ذہنی استعداد کے مطابق آسان اور عام فہم انداز میں اسباق لکھے گئے ہیں۔
- قرآنی آیات اور منتخب سورتوں کا ترجمہ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا مفتی ابو صالح محمد قاسم قادری مدظلہ العالی کے آسان اُردو ترجمے "کنز العرفان" سے لیا گیا ہے۔
- تمام احادیث و روایات مستند کتب سے لی گئی ہیں جن کے اصل حوالہ جات آخر میں دے دئے گئے ہیں۔
- بہتر نتائج کے حصول کے لیے سبق کے آغاز میں مقاصد لکھ دیے گئے ہیں تاکہ اساتذہ اور طلبہ اہم باتوں پر توجہ مرکوز رکھ سکیں۔
- سبق کے آخر میں رہنمائے اساتذہ کا بھی اہتمام کیا گیا ہے تاکہ اساتذۂ کرام ان سے استفادہ کرتے ہوئے طلبہ کی بہترین تربیت کر سکیں۔
- مشقیں دلچسپ اور معیاری بنائی گئی ہیں نیز ایسی سرگرمیوں کو بھی شامل کیا گیا ہے جو طلبہ و طالبات کی طلبِ علم میں اضافے کا سبب بنیں گی۔

حُسنِ نیت کے ساتھ کی جانے والی کوششوں کے باوجود اغلاط سے پاک ہونے کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا۔ والدین، اساتذۂ کرام اور دیگر قارئین سے گزارش ہے کہ کتاب کے بارے میں مفید مشوروں سے ضرور نوازیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دُعا ہے کہ وہ اس کتاب کو طلبہ و طالبات کے لیے بالخصوص اور دیگر قارئین کے لیے بالعموم اسلامی تعلیمات حاصل کرنے کا ذریعہ بنائے۔

اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

شعبۂ اسلامیات

دارالمدینہ شعبہ نصاب (دعوتِ اسلامی)

فہرست

باب اوّل

حفظ و ناظرہ

تدریسی مقصد: • طلبہ / طالبات کو سورۂ اَلَمْ نَشْرَحْ زبانی یاد کروانا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَکَ صَدۡرَکَ ﴿۱﴾ وَ وَضَعۡنَا عَنۡکَ وِزۡرَکَ ﴿۲﴾

الَّذِیۡۤ اَنۡقَضَ ظَہۡرَکَ ﴿۳﴾ وَ رَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ ﴿۴﴾

فَاِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ یُسۡرًا ﴿۵﴾ اِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ یُسۡرًا ﴿۶﴾

فَاِذَا فَرَغۡتَ فَانۡصَبۡ ﴿۷﴾ وَ اِلٰی رَبِّکَ فَارۡغَبۡ ﴿۸﴾

کیا آپ جانتے ہیں؟

مال خریدنے کے بعد اگر تین مرتبہ سورۂ اَلَمْ نَشْرَحْ پڑھ کر اس پر دم کردی جائے تو اس میں اِنْ شَآءَاللہ عَزَّوَجَلَّ خُوب برکت ہوگی۔ [1]

سرگرمی

سورۂ اَلَمْ نَشْرَحْ زبانی یاد کر کے سُنایئے اور وقتاً فوقتاً نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد پڑھنے کی کوشش کیجیے۔

رہنمائے اساتذہ

۱. طلبہ / طالبات کو سورۂ اَلَمْ نَشْرَحْ درست تلفظ کے ساتھ زبانی یاد کروایئے اور سنیے۔

۲. طلبہ / طالبات کو یہ ذہن دیجیے کہ قرآن مجید کی جو سورت یا آیت مبارکہ زبانی یاد کی جائے اسے ہمیشہ یاد رکھنا ضروری ہے۔

تدریسی مقصد: • طلبہ / طالبات کو سورۂ وَالتِّیۡن زبانی یاد کروانا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

وَالتِّیۡنِ وَالزَّیۡتُوۡنِ ۙ﴿۱﴾ وَ طُوۡرِ سِیۡنِیۡنَ ۙ﴿۲﴾ وَ ہٰذَا الۡبَلَدِ الۡاَمِیۡنِ ۙ﴿۳﴾

لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ ۫﴿۴﴾ ثُمَّ رَدَدۡنٰہُ اَسۡفَلَ سٰفِلِیۡنَ ۙ﴿۵﴾

اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَہُمۡ اَجۡرٌ غَیۡرُ مَمۡنُوۡنٍ ؕ﴿۶﴾

فَمَا یُکَذِّبُکَ بَعۡدُ بِالدِّیۡنِ ؕ﴿۷﴾ اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِاَحۡکَمِ الۡحٰکِمِیۡنَ ﴿۸﴾ؑ

کیا آپ جانتے ہیں؟

جوشخص اس سُورۂ مُبارکہ کو روزانہ تین مرتبہ پڑھے گا اُس کے اخلاق و کردار اچھے ہو جائیں گے۔ [2]

سرگرمی

سورۂ وَالتِّیۡن زبانی یاد کیجیے اور وقتاً فوقتاً نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد پڑھنے کی کوشش کیجیے۔

رہنمائے اساتذہ

• طلبہ / طالبات کو سورۂ وَالتِّیۡن درست تلفظ کے ساتھ زبانی یاد کروایئے نیز وقتاً فوقتاً سنتے رہیے۔

تدریسی مقصد: • طلبہ / طالبات کو سورۂ قدر زبانی یاد کروانا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ﴿۱﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ﴿۲﴾

لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ﴿۳﴾ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ

فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ﴿۴﴾ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ﴿۵﴾

مدنی پھول

جو شخص اس سُورۂ مبارکہ کو صبح وشام تین تین بار پڑھے گا، اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کی عزّت بڑھادے گا۔ [3]

سرگرمی

سورۂ قدر زبانی یاد کیجیے اور وقتاً فوقتاً نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد پڑھنے کی کوشش کیجیے۔

رہنمائے اساتذہ

• طلبہ / طالبات کو سورۂ قدر درست تلفظ کے ساتھ زبانی یاد کروایئے اور وقتاً فوقتاً سنتے رہیے۔

سُوۡرَۃُ اللَّھَبِ

تدریسی مقصد: • طلبہ / طالبات کو ترجمے کے ساتھ سورۂ لہب ساتھ زبانی یاد کروانا۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

تَبَّتۡ يَدَاۤ اَبِىۡ لَهَبٍ وَّتَبَّ ﴿١﴾

ابو لہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہو جائیں اور وہ تباہ ہو ہی گیا۔

مَاۤ اَغۡنٰى عَنۡهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ﴿٢﴾ سَيَصۡلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ﴿٣﴾

اس کا مال اور اس کی کمائی اس کے کچھ کام نہ آئی۔ اب وہ شعلوں والی آگ میں داخل ہو گا۔

وَّامۡرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الۡحَطَبِ ﴿٤﴾ فِىۡ جِيۡدِهَا حَبۡلٌ مِّنۡ مَّسَدٍ ﴿٥﴾

اور اس کی بیوی لکڑیوں کا گٹھا اٹھانے والی ہے۔ اس کے گلے میں کھجور کی چھال کی رسی ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

ابو لہب کی بیوی اُمِّ جمیل کے گلے میں کھجور کی چھال سے بنی ہوئی رسی ہوتی جس سے وہ کانٹوں کا گٹھا باندھتی تھی۔ ایک دن یہ بوجھ اٹھا کر لا رہی تھی کہ تھک کر آرام لینے کے لیے ایک پتھر پر بیٹھ گئی ایک فرشتے نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے اس کے پیچھے سے اس گٹھے کو کھینچا، وہ گرا اور اُمِّ جمیل کو رسی سے گلے میں پھانسی لگ گئی اور وہ مر گئی۔ [4]

رہنمائے اساتذہ

• طلبہ / طالبات کو سورۂ لہب مع ترجمہ زبانی یاد کروایئے نیز وقتاً فوقتاً سنتے رہیے۔

قُرآنی دُعائیں

تدریسی مقصد: • طلبہ / طالبات کو ترجمے کے ساتھ چند قُرآنی دُعائیں زبانی یاد کروانا۔

ثابت قدمی کے حصول کی دعا

١

رَبَّنَآ اَفۡرِغۡ عَلَيۡنَا صَبۡرًا وَّثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿٢٥٠﴾ؕ

اے ہمارے رب! ہم پر صبر ڈال دے اور ہمیں ثابت قدمی عطا فرما اور کافر قوم کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔
(پارہ2، سورۂ بقرہ آیت 250)

گناہوں کی مغفرت کی دعا

٢

رَبَّنَا ظَلَمۡنَاۤ اَنۡفُسَنَا ۜ وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ﴿٢٣﴾

اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اور اگر تو نے ہماری مغفرت نہ فرمائی اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو ضرور ہم نقصان والوں میں سے ہو جائیں گے۔ (پارہ8، سورۂ اعراف، آیت 23)

فوت شدہ مسلمانوں کی مغفرت کی دعا

۳

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۰﴾

اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کے لیے کوئی کینہ نہ رکھ، اے ہمارے رب! بے شک تو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔ (پارہ28، سورۂ حشر، آیت10)

مدنی پھول

- پہلی دُعا مشکل وقت میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے صبر و استقامت مانگنے کے لیے پڑھی جائے۔
- دوسری دُعا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اپنے گناہوں کی معافی مانگتے وقت پڑھی جائے۔
- تیسری دُعا ایصالِ ثواب کے وقت اور نماز وغیرہ کے بعد اپنی اور اپنے مسلمان بہن، بھائیوں کی بخشش و مغفرت کے لیے پڑھی جائے۔

سرگرمی

مذکورہ بالا قرآنی دُعائیں اور اُن کا ترجمہ یاد کر کے سُنائیے۔

رہنمائے اساتذہ

۱. طلبہ / طالبات کو مندرجہ بالا قُرآنی دُعائیں ترجمہ کے ساتھ زبانی یاد کروائیے نیز وقتاً فوقتاً پڑھتے رہنے کا ذہن دیجیے۔
۲. پہلی دُعا کا تفصیلی پس منظر جاننے کے لیے مکتبۃ المدینہ کی شائع کردہ کتاب عجائب القرآن کے صفحہ نمبر 52 اور 59 تا 65 کے مطالعہ کا ذہن دیجیے۔

باب دوم

ایمانیات

تدریسی مقاصد:

- طلبہ / طالبات کے سامنے عقیدۂ توحید کی اہمیت اور اس کے تقاضے بیان کرنا۔
- طلبہ / طالبات کو توحید و شرک کا معنی و مفہوم اور ان کے درمیان فرق سمجھانا۔
- طلبہ / طالبات کو شرک کی اقسام سے آگاہی فراہم کرنا۔

حضورِ اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ایک بار کہیں تشریف لے جارہے تھے، حضرت سیّدنا معاذ بن جبل رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ بھی آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے پیچھے سوار تھے۔ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا، "اے معاذ! اُنھوں نے عرض کی: **لَبَّیْكَ یَارَسُوْلَ اللهِ وَسَعْدَیْكَ**" (حضور صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے تین باریوں ہی مُخاطب فرمایا اور آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ نے تینوں بار ایسے ہی جواب عرض کیا) تو آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "جو کوئی سچّے دل سے اس بات کی گواہی دے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس پر جہنّم کی آگ حرام فرمادے گا"۔ (بخاری) [5]

اسلام کے بنیادی ارکان میں سے پہلا رکن توحید و رسالت پر ایمان لانا ہے۔ آیئے! سب سے پہلے توحید کا مفہوم سمجھتے ہیں۔

عقیدۂ توحید

اللہ عَزَّوَجَلَّ کو اس کی ذات و صفات اور احکام و افعال میں شریک سے پاک ماننا توحید ہے۔ [6] عقیدۂ توحید اسلام کا بُنیادی عقیدہ ہے۔ تمام اسلامی عقائد کی بنیاد اسی عقیدے پر ہے۔ اسے مانے بغیر کوئی انسان دائرۂ اسلام میں داخل نہیں ہو سکتا۔ عقیدۂ توحید اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کی جائے۔ اُس کی ذات و صفات اور افعال و احکام میں کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ ہر چیز کا خالق و مالک اور حقیقی مدد گار اُسی کو مانا جائے۔ ہر کام اُسی کی رضا کے لیے کیا جائے اور اسی سے اجر و ثواب کی امید رکھی جائے۔ دل میں اُسی کا خوف رکھا جائے اور کوئی غلطی سرزد ہونے کی صورت میں اسی کی بارگاہ میں حاضر ہو کر توبہ و استغفار کیا جائے۔ عقیدۂ توحید کے بارے

میں قُرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۳﴾

اور تمھارا معبود ایک معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، بڑی رحمت والا، مہربان ہے۔ (پارہ2، سورۂ بقرہ آیت163)

تمام کائنات کا خالق و مالک اللہ عَزَّوَجَلَّ ہے، وہ واحد و یکتا ہے اور وہی اکیلا سارے جہانوں کا نظام چلا رہا ہے۔ اگر دُنیا میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی اور خُدا ہوتا تو ضرور زمین و آسمان کا سارا نظام درہم برہم ہو جاتا۔ قُرآن مجید فُرقان حمید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ

اگر آسمان و زمین میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو ضرور زمین و آسمان تباہ ہو جاتے۔ (پارہ17، سورۂ الانبیاء، آیت22)

شرک

عقیدۂ توحید کے ساتھ شرک کا معنی اور مفہوم سمجھنا بھی ضروری ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات یا صفات میں کسی کو شریک ٹھہرانا "شرک" ہے۔[8] اس تعریف سے معلوم ہوا کہ شرک کی دو قسمیں ہیں:

(۱) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات میں شرک۔ (۲) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی صفات میں شرک۔

ذات میں شرک سے مراد یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ کسی اور کو بھی معبود یا خُدا ماننے جیسے ہندو اور دیگر بُت پرست قومیں مانتی ہیں۔

صفات میں شرک سے مراد یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی صفات کی طرح کسی دُوسرے کے لیے کوئی صفت مانی جائے مثلاً جس طرح اللہ عَزَّوَجَلَّ بغیر کسی کے دیے ذاتی طور پر خُود سُنتا، دیکھتا ہے اسی طرح کسی دُوسرے کے لیے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دیے بغیر سُننے، دیکھنے کی طاقت ماننا یہ صفات میں شرک ہے کیونکہ کائنات میں جس کو بھی دیکھنے، سُننے یا کچھ کرنے کی طاقت ملی ہے وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا کردہ ہے۔ اُس کی مرضی و عطا کے بغیر کوئی پتّا بھی نہیں ہل سکتا۔ مخلوق و خالق کی صفات میں یہی سب سے بڑا فرق ہے۔[9] اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات یا صفات میں کسی کو شریک کرنے والا مشرک ہوتا ہے۔

مدنی پُھول

حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ عالی شان ہے: "کبیرہ گناہ نو ہیں اور اُن میں سب سے بڑا گناہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شریک ٹھہرانا ہے۔"[9]

جو شخص صبح و شام تین تین بار یہ دُعا پڑھ لے، اُس کا دین، ایمان، جان و مال اور بچّے سب محفوظ رہیں گے۔

بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى دِيْنِيْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِيْ وَوُلْدِيْ وَاَهْلِيْ وَمَالِيْ [10]

رہنمائے اساتذہ

- طلبہ / طالبات کو توحید و شرک کا معنیٰ و مفہوم اچھی طرح یاد کروائیے۔

یادرکھنے کی باتیں

- اللہ عَزَّوَجَلَّ کو اس کی ذات وصفات اور احکام وافعال میں شریک سے پاک ماننا توحید ہے۔
- عقیدۂ توحید اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کی جائے۔ اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ ہر چیز کا خالق ومالک اور حقیقی مددگار اسی کو مانا جائے۔
- اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات یا صفات میں کسی کو شریک ٹھہرانا "شرک" ہے۔
- شرک کی دو قسمیں ہیں: (۱) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات میں شرک۔ (۲) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی صفات میں شرک۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

خانۂ کعبہ، صفا ومروہ، مسجدیں، اذان، نماز وغیرہ شعائر اللہ (اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نشانیاں) ہیں۔ [11] اور ان کی تعظیم دلوں کے پرہیز گار ہونے کی علامت ہے۔

مشق

سوال نمبر ۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ عقیدۂ توحید کی اہمیت بیان کیجیے۔

ب۔ عقیدۂ توحید انسان سے کس بات کا تقاضا کرتا ہے؟

ج۔ شرک کی تعریف بیان کیجیے۔

د۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات وصفات میں شرک سے کیا مراد ہے؟

سوال نمبر ۲: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ تمام اسلامی عقائد کی بُنیاد ______ پر ہے۔

ب۔ عقیدۂ توحید ______ کا بُنیادی رُکن ہے۔

ج۔ عقیدۂ توحید تسلیم کیے بغیر کوئی بھی انسان ______ میں داخل نہیں ہو سکتا۔

د۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات یا صفات میں کسی کو شریک ٹھہرانا ______ ہے۔

ہ۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات یا صفات میں کسی کو شریک کرنے والا ______ ہوتا ہے۔

تدریسی مقصد: • طلبہ / طالبات کو قیامت کی چند نشانیوں سے آگاہ کرنا۔

جس طرح انسان کی زندگی کا وقت مُقرّر ہے اسی طرح دُنیا کے ختم ہونے کا وقت بھی مُقرّر ہے۔ وقت پورا ہونے کے بعد دُنیا فنا ہو جائے گی۔ زمین و آسمان، سُورج، چاند، ستارے، انسان اور حیوان کوئی بھی باقی نہ رہے گا۔ یہ دن قیامت کا دن ہو گا۔[12]

قیامت کب قائم ہو گی؟ یہ بات اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اُس کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہی جانتے ہیں، البتہ ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ہمارے لیے قیامت کی بہت سی نشانیاں بیان فرما دی ہیں۔ ان نشانیوں میں سے کچھ نشانیاں حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے زمانے سے لے کر حضرت امام مہدی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی تشریف آوری سے پہلے تک ظاہر ہوں گی، اُنھیں قیامت کی علاماتِ صُغریٰ یعنی چھوٹی نشانیاں کہتے ہیں اور کچھ حضرت امام مہدی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی تشریف آوری سے لے کر قیامت تک ظاہر ہوں گی، اُنھیں قیامت کی علاماتِ کُبریٰ یعنی بڑی نشانیاں کہتے ہیں۔[13]

قیامت کی علاماتِ صغریٰ

قیامت کی چند علاماتِ صغریٰ یہ ہیں: قیامت آنے سے پہلے دُنیا سے علم اُٹھالیا جائے گا یعنی عُلمائے حق باقی نہ رہیں گے، جہالت پھیل جائے گی۔ بدکاری اور بے حیائی عام ہو جائے گی۔ عورتوں کی تعداد مردوں سے بڑھ جائے گی۔ لوگ زکوٰۃ دینے کو اپنے لیے بوجھ

سمجھیں گے۔ مسجد کا ادب و احترام نہیں کریں گے۔ گانے باجے کی کثرت ہوگی۔ بڑے دجّال کے علاوہ تیس دجّال اور ہوں گے جو سب نبوت کا دعویٰ کریں گے حالاں کہ نبوّت ختم ہو چکی۔ ان میں سے بعض گزر چکے جیسے مسیلمہ کذّاب اور غلام احمد قادیانی وغیرہ اور جو باقی ہیں ضرور ظاہر ہوں گے۔ [14]

قیامت کی علاماتِ کُبریٰ

قیامت کی علاماتِ کُبریٰ یہ ہیں: دجّال کا ظاہر ہونا، حضرت سیّدنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کا نزول فرمانا، حضرت امام مہدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا تشریف لانا، یاجوج ماجوج کا ظاہر ہونا، دھوئیں کا پیدا ہونا، سُورج کا مغرب سے طُلوع ہونا، دَابَّۃُ الْاَرْض کا ظاہر ہونا۔ [15]

دجّال کا ظاہر ہونا

دجّال قیامت کے قریب ظاہر ہوگا اور خُدائی کا دعویٰ کرے گا۔ اس کی پیشانی پر "ک، ف، ر" لکھا ہوگا یعنی یہ کافر ہے جس کو ہر مسلمان پڑھے گا مگر کافر کو نظر نہ آئے گا، اُس کے ساتھ یہودیوں کی فوجیں ہوں گی۔ یہ چالیس دن میں مکہ و مدینہ کے سوا تمام زمین کا چکر لگائے گا، پہلا دن ایک سال کے برابر ہوگا،، دُوسرا دن ایک مہینے کے برابر اور تیسرا دن ایک ہفتے کے برابر۔ پھر باقی دن چوبیس چوبیس گھنٹے کے ہوں گے۔ دجّال بہت تیزی کے ساتھ زمین کی سیر کرے گا۔ اُس کا فتنہ بہت شدید ہوگا، اس کے ساتھ ایک باغ اور ایک آگ ہوگی، جنھیں وہ جنّت اور دوزخ کہے گا۔ دجّال جہاں بھی جائے گا یہ باغ اور آگ اس کے ساتھ ساتھ ہوں گے مگر جو دیکھنے میں جنّت نظر آئے گی وہ حقیقتاً آگ ہوگی اور جو جہنّم نظر آئے گی وہ آرام کی جگہ ہوگی۔ جو شخص دجّال پر ایمان لائے گا یہ اُسے اپنی جنّت میں داخل کرے گا اور جو انکار کرے گا اسے جہنّم میں ڈالے گا۔ وہ بہت سے شُعبدے دکھائے گا مثلاً مُردے زندہ کرے گا۔ زمین کو حُکم دے گا وہ سبزہ اُگائے گی، آسمان سے بارش برسائے گا، صحرا اور ویرانے میں جائے گا تو وہاں کے دفینے (زمینی خزانے) شہد کی مکھیوں کی طرح اس کے ہمراہ چل پڑیں گے۔ حقیقت میں یہ سب جادُو کے کرشمے اور شیاطین کے تماشے ہوں گے۔ اسی لیے اس کے جاتے ہی لوگوں کے پاس کچھ نہ رہے گا۔ جب دجّال مکہ و مدینہ میں جانا چاہے گا تو ملائکہ اُس کا منہ پھیر دیں گے البتّہ مدینہ طیبہ میں تین زلزلے آئیں گے وہاں جو لوگ بظاہر مسلمان بنے ہوں گے اور دل میں کافر ہوں گے اور وہ جو علم الٰہی میں دجّال پر ایمان لا کر کافر ہونے والے ہیں، اُن زلزلوں کے خوف سے شہر سے باہر بھاگیں گے اور اُس کے فتنے میں مبتلا ہو جائیں گے۔ [16]

حضرت سیّدنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کا نزول فرمانا

دجّال جب ساری دُنیا میں پھر پھرا کر ملک شام میں جائے گا تو اُس وقت حضرت سیّدنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام آسمان سے جامع مسجد دمشق کے شرقی مینارے پر نزول فرمائیں گے۔ صبح کا وقت ہوگا، نمازِ فجر کے لیے اقامت ہو چکی ہوگی۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام حضرت امام مہدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو امامت کا حکم دیں گے۔ حضرت امام مہدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نماز پڑھائیں گے۔ دجّال حضرت سیّدنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی سانس کی خوشبو سے پگھلنا شروع ہوگا، جیسے پانی میں نمک گھلتا ہے اور اُن کی سانس کی خوشبو حد نگاہ تک پہنچے گی۔ دجّال آپ کی خوشبو پا کر بھاگے گا اور آپ

عَلَيْهِ السَّلَام اُس کا تعاقب فرما کر اُس کی پیٹھ میں نیزہ ماریں گے اور اُسے واصل جہنّم کر دیں گے۔ [17] آپ عَلَيْهِ السَّلَام کے زمانے میں مال کی اتنی کثرت ہو گی کہ اگر کوئی شخص دُوسرے کو (صدقہ، زکوٰۃ وغیرہ کا) مال دے گا تو وہ قبول نہ کرے گا، نیز اُس زمانے میں آپس میں عداوت اور بغض وحسد بالکل نہ ہو گا۔ حضرت سیّدنا عیسیٰ عَلَيْهِ السَّلَام صلیب توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے۔ وہ اہل کتاب جو قتل سے بچیں گے سب آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ تمام جہان میں ایک ہی دین، دین اسلام ہو گا۔ آپ عَلَيْهِ السَّلَام چالیس سال تک دُنیا میں رہیں گے۔ نکاح کریں گے، اولاد بھی ہو گی۔ وفات کے بعد آپ کو نبیٔ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے روضۂ انور میں دفن کیا جائے گا۔ [18]

حضرت امام مہدی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُ کا تشریف لانا

دُنیا میں جب ہر طرف کُفر کا غلبہ ہو گا، اُس وقت ابدال اور تمام اولیاء ہر طرف سے سمٹ کر حرمین شریفین کی طرف ہجرت کر جائیں گے کیونکہ صرف وہیں اسلام ہو گا اور باقی ساری دُنیا میں کُفر ہی کُفر ہو گا۔ رمضان شریف کا مہینہ ہو گا، ابدال طوافِ کعبہ میں مصروف ہوں گے اور حضرت امام مہدی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُ بھی وہیں ہوں گے، اولیائے کرام اُنھیں دیکھ کر پہچان لیں گے، اُن سے بیعت کی درخواست کریں گے مگر وہ انکار کر دیں گے۔ اچانک غیب سے آواز آئے گی: هٰذَا خَلِيْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِيُّ فَاسْمَعُوْا لَهٗ وَاَطِيْعُوْهُ "یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے خلیفہ مہدی ہیں، ان کی بات سُنو اور ان کا حکم مانو۔" پھر تمام لوگ اُن کے دستِ مُبارک پر بیعت کریں گے۔ وہاں سے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُ سب لوگوں اپنے ہمراہ لے کر ملک شام تشریف لے جائیں گے۔ آپ کم وبیش آٹھ سال حکومت کریں گے، اس کے بعد آپ کا وصال ہو جائے گا اور حضرت سیّدنا عیسیٰ عَلَيْهِ السَّلَام آپ کی نماز جنازہ پڑھائیں گے۔ [19]

یاجُوج ماجُوج کا ظاہر ہونا

دجّال کے قتل کے بعد حضرت سیّدنا عیسیٰ عَلَيْهِ السَّلَام اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حُکم سے مُسلمانوں کو کوہ طور پر لے جائیں گے۔ اس وقت یاجُوج ماجُوج ظاہر ہوں گے۔ اُن کی تعداد بہت زیادہ ہو گی۔ یہ دُنیا میں قتل وغارت کریں گے آخر حضرت سیّدنا عیسیٰ عَلَيْهِ السَّلَام کی دُعا سے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُن سب کو ہلاک فرما دے گا اور حضرت سیّدنا عیسیٰ عَلَيْهِ السَّلَام اپنے ہمراہیوں کے ساتھ کوہِ طُور سے واپس تشریف لے آئیں گے اور زمین کو آباد فرمائیں گے۔ [20]

دھوئیں کا نمودار ہونا

حضرت سیّدنا عیسیٰ عَلَيْهِ السَّلَام کے وصال کے بعد جب کُفر وجہالت کی رسمیں پھر سے عام ہو جائیں گی، اُس وقت آسمان سے ایک دھواں نمودار ہو گا جس سے آسمان سے زمین تک اندھیرا ہو جائے گا اور چالیس دن تک اندھیرا رہے گا۔ اس سے مُسلمان زُکام میں مبتلا ہو جائیں گے کافروں اور منافقوں پر بے ہوشی طاری ہو جائے گی۔ اس کے بعد سورج مغرب سے طلوع ہونے کی نشانی ظاہر ہو گی۔ [21]

سُورج کا مغرب سے طلوع ہونا

سُورج روزانہ بارگاہ الٰہی میں سجدہ کر کے مشرق سے طُلوع ہونے کی اجازت چاہتا ہے۔ قیامت کے قریب ایک دن حسبِ

معمول سُورج بار گاہِ الٰہی میں سجدہ کر کے مشرق سے طُلوع ہونے کی اجازت چاہے گا مگر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے اجازت نہ ملے گی بلکہ حُکم ہوگا کہ واپس پلٹ جا۔ تب سُورج مغرب سے طُلوع ہوگا اور نصف آسمان تک پہنچ کر پھر مغرب کی طرف پلٹ جائے گا اور اس کے بعد حسبِ سابق مشرق سے طُلوع ہوتا رہے گا۔ اس نشانی کے ظاہر ہوتے ہی توبہ کا دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد کسی کا ایمان لانا قابل قبول نہ ہوگا۔ [22]

دَابَّۃُالاَرْض کا ظاہر ہونا

دَابَّۃُالاَرْض ایک عجیب وغریب شکل کا جانور ہے۔ لوگ سُورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے متعلق محو گفتگو ہوں گے کہ کوہِ صفا زلزلے سے پھٹ جائے گا اور دَابَّۃُالاَرْض بر آمد ہوگا۔ اُس کے ہاتھ میں حضرت سیّدنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کا عصا مُبارک اور حضرت سیّدنا سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام کی انگوٹھی ہوگی۔ وہ ہر مُسلمان کی پیشانی پر حضرت سیّدنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے عصا سے ایک نورانی لکیر کھینچے گا اور حضرت سیّدنا سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام کی انگوٹھی سے ہر کافر کی پیشانی پر ایک سخت سیاہ داغ لگائے گا۔ اُس وقت تمام مُسلمان اور کافر اعلانیہ ظاہر ہو جائیں گے۔ یہ علامت کبھی نہ بدلے گی۔ جو کافر ہوگا ہرگز ایمان نہ لائے گا اور جو مسلمان ہوگا ہمیشہ ایمان پر قائم رہے گا۔ [23]

حضرت سیّدنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی وفات کے ایک زمانہ کے بعد جب قیام قیامت کو صرف چالیس برس رہ جائیں گے، ایک خوشبو دار ٹھنڈی ہوا چلے گی، جو لوگوں کی بغلوں کے نیچے سے گزرے گی، اس کا اثر یہ ہوگا کہ ہر مُسلمان کی روح قبض ہو جائے گی اور دُنیا میں صرف کافر ہی کافر رہ جائیں گے۔ اُن کافروں پر ہی قیامت قائم ہوگی۔ [24]

قیامت کی کئی نشانیاں ظاہر ہو چکی ہیں، باقی نشانیاں ظاہر ہونے کے بعد یقیناً قیامت قائم ہوگی۔ قیامت کا انکار کرنا کفر ہے۔ ہر مُسلمان کے لیے ضروری ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ایمان کی سلامتی اور فتنۂ دجّال سے حفاظت کی دعا کرتا رہے نیز اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اُس کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت میں زندگی بسر کرے۔

رہنمائے اساتذہ

۱. طلبہ / طالبات کو قیامت اور اُس کی نشانیوں کے متعلق آگاہی فراہم کر کے فکرِ آخرت کا ذہن دیجیے۔
۲. طلبہ / طالبات کو بتائیے کہ حضرت امام مہدی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ حضرت سیّدنا امام حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی اولاد میں سے ہوں گے۔ آپ کا نام محمد، آپ کی والدہ کا نام آمنہ اور والد کا نام عبد اللہ ہوگا۔
۳. طلبہ / طالبات کو یاجوج ماجوج کے متعلق بتائیے کہ یاجوج ماجوج یافث بن نوح عَلَیْہِ السَّلَام کی اولاد سے ہیں۔ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ یہ لوگ خونخوار، وحشی اور جنگلی ہیں جو بالکل جانوروں کی طرح رہتے تھے۔ تمام فصلیں اور سبزیاں کھا جاتے اور خشک چیزوں کو لاد کر لے جاتے تھے۔ آدمیوں اور جنگلی جانوروں یہاں تک کہ سانپ، بچھو، گرگٹ اور ہر چھوٹے بڑے جانور کو بھی کھا جاتے تھے۔ اس وقت حضرت سکندر ذوالقرنین تمام دُنیا کے بادشاہ تھے۔ لوگوں نے آپ سے یاجوج ماجوج کی شکایت کی تو آپ نے ان پہاڑوں کے درمیان جہاں یاجوج ماجوج رہتے تھے، تانبے، پتھر اور لوہے کے تختوں سے ایک دیوار بنا کر ان کی آمد بند کر دی قربِ قیامت میں یہ وہی دیوار توڑ کر فساد کرنے آئیں گے۔

یادرکھنے کی باتیں

- جب دُنیا فنا ہو جائے گی اور زمین و آسمان، سورج، چاند، ستارے، انسان و حیوان کوئی بھی باقی نہ رہے گا، یہ دن قیامت کا دن ہو گا۔
- حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے زمانے سے لے کر حضرت امام مہدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی تشریف آوری سے پہلے تک قیامت کی علامات صُغریٰ ظاہر ہوں گی۔
- قیامت کی علاماتِ کُبریٰ حضرت امام مہدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی تشریف آوری سے آخر تک ظاہر ہوں گی۔
- دجّال کا ظاہر ہونا، حضرت سیّدنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کا نزول فرمانا، حضرت امام مہدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا تشریف لانا، یاجوج ماجوج کا ظاہر ہونا، دھوئیں کا پیدا ہونا، سُورج کا مغرب سے طُلوع ہونا اور دَابَّۃُ الْاَرْض کا ظاہر ہونا قیامت کی علاماتِ کُبریٰ ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

حضرت سیّدنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے زندہ آسمانوں پر اُٹھا لیا ہے اور آپ عَلَیْہِ السَّلَام قیامت کے قریب دُنیا میں تشریف لائیں گے۔ [25]

مدنی پھول

نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں: ”جو شخص سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیات یاد کر لے وہ فتنۂ دجّال سے محفوظ ہو جائے گا“۔ (مسلم) [26]

فتنۂ دجّال سے محفوظ رہنے کے لیے حدیث شریف میں یہ دعا بھی مذکور ہے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَھَنَّمَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ (ابوداود) [27]

سوال نمبر۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ قیامت کی علاماتِ صُغریٰ اور علاماتِ کُبریٰ سے کیا مُراد ہے؟

ب۔ قیامت کی علاماتِ کُبریٰ کون کون سی ہیں؟

ج۔ قیامت کی کوئی سی پانچ علاماتِ صُغریٰ بیان کیجیے۔

د۔ حضرت سیّدنا عیسٰی علیہ السلام کب اور کہاں نزول فرمائیں گے؟

ہ۔ دجّال کون ہے اور یہ کب ظاہر ہو گا؟

سوال نمبر۲: مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیجیے۔

الف۔ حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالٰی عنہ کہاں ظاہر ہوں گے؟

ب۔ حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالٰی عنہ کتنے سال حکومت کریں گے؟

ج۔ دجّال کی پیشانی پر کیا لکھا ہو گا؟

د۔ دَابَّۃُ الاَرْض مؤمن کی پیشانی پر کیا نشان لگائے گا؟

ہ۔ مغرب سے طُلوعِ آفتاب کے بعد کون سا دروازہ بند ہو جائے گا؟

سوال نمبر۳: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ حضرت سیّدنا عیسٰی علیہ السلام نزول کے بعد تقریباً ______ سال تک دُنیا میں رہیں گے۔

ب۔ سُورج روزانہ بارگاہِ الٰہی میں سجدہ کر کے ______ سے طُلوع ہونے کی اجازت چاہتا ہے۔

ج۔ دَابَّۃُ الاَرْض ایک عجیب وغریب شکل کا ______ ہے۔

د۔ قیامت کا انکار کرنا ______ ہے۔

ہ۔ قیامت سے پہلے بڑے دجّال کے علاوہ ______ دجّال اور ہوں گے جو سب نبوت کا دعویٰ کریں گے۔

و۔ دجّال قیامت کے قریب ظاہر ہو گا اور ______ کا دعویٰ کرے گا۔

باب سوم

عبادات

اذان واقامت

تدریسی مقاصد:
- طلبہ / طالبات کو شعائرِ اسلام کے بارے میں آگاہی فراہم کرنا۔
- طلبہ / طالبات کو اذان واقامت اور جوابِ اذان کے کلمات سکھانا۔

اذان کا لُغوی معنیٰ "اعلان کرنا" ہے اور شرعی اصطلاح میں اذان ایک خاص قسم کا اعلان ہے جس کے لیے خاص الفاظ مقرر ہیں۔[28] یعنی ہر نماز کے وقت نماز کے لیے خاص الفاظ کے ساتھ اعلان کیا جاتا ہے تاکہ لوگ اُسے سُن کر نماز ادا کریں، اسی اعلان کو اذان کہتے ہیں۔

اذان کی فضیلت واہمیت

احادیثِ مُبارکہ میں اذان کی بہت زیادہ فضیلت آئی ہے چنانچہ حضور نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: "مؤذّن کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے اُس کے لیے مغفرت کر دی جاتی ہے اور ہر خشک و تر چیز جس نے اُس کی آواز سُنی اُس کے لیے دُعائے مغفرت کرتی ہے"۔[29] ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ "ثواب کی خاطر اذان دینے والا خُون میں لتھڑے ہوئے شہید کی مانند ہے۔ جب مرے گا تو قبر میں اُس کے جسم میں کیڑے نہیں پڑیں گے"۔[30] اذان کی فضیلت اور برکتیں نہ صرف مؤذّن کو نصیب ہوتی ہیں بلکہ جہاں اذان دی جاتی ہے وہاں کے سب لوگ بھی اس کی برکتوں سے مستفید ہوتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ "جہاں صُبح کو اذان دی جاتی ہے وہاں شام تک اور جہاں شام کو اذان دی جاتی ہے وہاں صُبح تک لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی امان میں رہتے ہیں"۔[31] اذان نمازِ اسلامی شعار میں سے ہے۔ اگر کوئی قوم اذان دینا چھوڑ دے تو ان پر جہاد کیا جاسکتا ہے۔[32] حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو جہاد پر بھیجتے تو ارشاد فرماتے کہ اگر وہاں اذان کی آواز سُنو تو ان پر جہاد نہ کرنا یعنی اذان مملکتِ اسلامیہ کی علامت ہے۔

اذان کی ابتداء

اذان کی ابتداء سن 1 ہجری میں مسجدِ نبوی شریف کی تعمیر مکمل ہونے کے بعد ہوئی۔ اس سے پہلے مُسلمان مکۂ مکرمہ میں مشرکین کی شرارتوں سے بچنے کے لیے چُھپ کر نماز ادا کرتے تھے۔ ہجرت کے بعد جب مسجد نبوی کی تعمیر مکمل ہو گئی تو لوگوں کو باجماعت نماز کے لیے مسجد میں بلانے کے بارے میں حضور صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے مشورہ فرمایا۔ بعض نے نماز کے وقت آگ جلانے کی اور بعض نے ناقوس بجانے کی رائے دی مگر حضورِ اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے ان طریقوں کو پسند نہ فرمایا کیونکہ یہ کفّار کے طریقے تھے۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے یہ تجویز پیش کی کہ ہر نماز کے وقت کسی شخص کو بھیج کر پُوری مُسلم آبادی میں نماز کا اعلان کروا دیا جائے۔ حضور صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور حضرت سیّدنا بلال رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو حُکم فرمایا کہ وہ نماز کے وقت لوگوں میں اعلان کر دیا کریں۔ چنانچہ حضرت سیّدنا بلال رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ پانچوں نمازوں کے وقت " اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ " کہہ کر اعلان فرمادیا کرتے تھے۔ اسی دوران حضرت سیّدنا عبداللہ بن زید انصاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی اذان کے الفاظ سُنا رہا ہے۔ حضورِ اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ، حضرت سیّدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور دوسرے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو بھی اسی قسم کے خواب نظر آئے۔ حضور صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی جانب سے ہے اور حضرت سیّدنا عبداللہ بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو حکم دیا کہ بلال کو اذان کے کلمات سکھا دو تا کہ وہ اذان دیں کیونکہ وہ تم سے زیادہ بلند آواز ہیں۔ اُنھوں نے حضرت سیّدنا بلال رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اذان کے جو الفاظ سکھائے وہ یہ ہیں۔

حضرت سیّدنا بلال رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے یہی الفاظ پڑھ کر اذان دی اور اُسی دن سے لوگوں کو باجماعت نماز کے لیے بلانے کا یہی طریقہ شروع ہوا۔ [33] اذان دینے والے کو مؤذّن کہتے ہیں۔ اسلام کے سب سے پہلے مؤذّن حضرت سیّدنا بلال رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہیں۔ مستحب یہ ہے کہ مؤذّن مرد، عاقل، صالح، پرہیزگار، سنّت سے واقف، معزّز، لوگوں کے احوال کا نگران اور جماعت ترک کرنے والوں کو سمجھانے والا ہو۔ بغیر اُجرت ثواب کے لیے پابندی سے اذان دیتا ہو۔ [34]

اذان کا حکم اور طریقہ

نماز پنج گانہ نیز نمازِ جُمعہ جب مسجد میں جماعتِ مستحبہ کے ساتھ وقت پر ادا کی جائیں تو ان کے لیے اذان سنّت مؤکدہ ہے اور اس کا حکم مثلِ واجب ہے۔ اگر کسی نے اذان نہ دی تو وہاں کے سب لوگ گناہ گار ہوں گے۔ [35] اذان دینے کا طریقہ یہ ہے کہ مؤذّن باوضو قبلے کی طرف مُنہ کر کے مسجد سے باہر اُونچی جگہ پر کھڑا ہو۔ پھر دونوں کانوں کے سُوراخوں میں شہادت کی انگلیاں ڈال کر اذان کے کلمات ٹھہر ٹھہر کر بُلند آواز سے کہے تاکہ دُوسروں کو اچھی طرح سُنائی دے۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کے الفاظ سیدھی جانب اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے الفاظ اُلٹی جانب منہ پھیر کر کہے۔ فجر کی اذان میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے بعد دو مرتبہ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم بھی کہے۔

اذان کا جواب

جب اذان ہو رہی ہو تو اُتنی دیر کے لیے تمام کام کاج روک دیجیے یہاں تک کہ قُرآن مجید کی تلاوت بھی بند کر دیجیے۔ اذان کو غور سے سُنیے اور اُس کا جواب دیجیے۔ جو اذان کے وقت دُنیاوی باتوں میں مشغول رہے اس پر معاذ اللہ بُرے خاتمے کا خوف ہے۔ اذان کا جواب اس طرح دیجیے کہ مؤذّن جو کلمہ کہے اُسے دُہراتے جایئے یعنی مؤذّن جب اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ کہے تو جواب میں اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہیے اسی طرح باقی کلمات کا بھی جواب دیجیے۔ مؤذّن جب پہلی بار اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہے تو جواباً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ کہیے، مؤذّن دُوسری بار اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہے تو قُرَّۃُ عَیْنِیْ بِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ کہیے اور دونوں انگوٹھوں کو چُوم کر آنکھوں سے لگایئے اور پھر یہ دُعا پڑھیے اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ جو ایسا کرے گا سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اُسے اپنے ساتھ جنّت میں لے جائیں گے۔ [36] حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے جواب میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ کہیے اور بہتر یہ ہے کہ پہلے حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح بھی کہہ لیجیے۔ فجر کی اذان میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم کے جواب میں صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ وَبِالْحَقِّ نَطَقْتَ کہیے۔ [37]

اذان کے بعد کی دعا

جب اذان ختم ہو جائے، تو دُرُود شریف پڑھ کر یہ دُعا پڑھیے۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ اٰتِ سَیِّدَنَا مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَالدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ وَاجْعَلْنَا فِیْ شَفَاعَتِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ط اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادِ [38]

اذان کے دیگر مواقع

نماز کے علاوہ بھی چند مواقع پر اذان دی جاتی ہے چنانچہ پیدائش کے بعد بچّے کے کان میں، غمزدہ، مرگی والے، غصّے والے، بد

مزاح آدمی یا جانور کے کان میں، لڑائی کی شدّت اور آتش زدگی کے وقت، میّت دفن کرنے کے بعد، جن کی سرکشی کے وقت، مسافر کے پیچھے اور جنگل میں جب راستہ بھول جائے اور کوئی بتانے والا نہ ہو تو اذان دینا مستحب ہے۔ وبا کے زمانے میں بھی اذان دینا مستحب ہے۔ [39]

اقامت

اذان کے بعد فرض نمازوں کی جماعت قائم ہونے سے پہلے ایک شخص آہستہ آواز میں اذان والے الفاظ جلد جلد پڑھتا ہے، اسے اقامت یا تکبیر کہتے ہیں۔ [40] مسجد میں اذان و اِقامت کے بغیر باجماعت نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ [41] اقامت کے وقت کوئی شخص آئے تو اُسے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے، اُسے چاہیے کہ بیٹھ جائے۔ اسی طرح امام اور جو لوگ مسجد میں موجود ہیں، وہ بھی بیٹھے رہیں اور اُس وقت کھڑے ہوں، جب مکبّر حَیَّ عَلَی الْفَلَاح پر پہنچے۔ اقامت کا جواب دینا مُستحب ہے۔ اس کا جواب بھی اسی طرح ہے جس طرح اذان کا جواب دیا جاتا ہے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ کے جواب میں اَقَامَهَا اللّٰهُ وَ اَدَامَهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْض کہتے ہیں۔

اذان واقامت میں فرق

اذان و اقامت کے احکام اور کلمات ایک جیسے ہیں صرف بعض باتوں میں فرق ہے۔ اذان کے وقت کانوں کے سُوراخوں میں اُنگلیاں ڈالی جاتی ہیں مگر اقامت میں نہیں۔ اذان کے کلمات کو ٹھہر ٹھہر کر اور اقامت کے کلمات کو جلد جلد پڑھا جاتا ہے۔ اقامت میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے بعد دومرتبہ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ بھی کہتے ہیں۔ اذان میں آواز بُلند کرنے کا حکم ہے مگر اقامت میں آواز پست رکھی جاتی ہے۔ اذان مسجد سے باہر پڑھنے کا حکم ہے اور اقامت مسجد کے اندر ہی پڑھی جاتی ہے۔

یادرکھنے کی باتیں

- اذان سن 1 ہجری میں مدینہ مُنوّرہ میں شروع ہوئی۔
- اذان کے وقت تمام کام کاج روک کر اُس کا جواب دینا چاہیے۔
- نماز کے علاوہ بھی دیگر کئی مواقع پر اذان دینا مُستحب ہے، انھی میں سے میّت دفن کرنے کے بعد اذان دینا بھی ہے۔
- اذان مسجد سے باہر دینے کا حکم ہے اور اقامت مسجد کے اندر ہی پڑھی جاتی ہے۔
- اقامت کے وقت کوئی شخص آئے تو اُسے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے بیٹھ کر اقامت سنے۔

رہنمائے اساتذہ

۱. طلبہ / طالبات کو اذان کے کلمات، جواب اذان اور اذان کے بعد کی دُعا زبانی یاد کروائیے۔

۲. طلبہ / طالبات کو امیر اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کا رسالہ "فیضانِ اذان" مطالعہ کرنے کا ذہن دیجیے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ایک بار سفر میں خود بھی اذان دی تھی اور کلماتِ شہادت یُوں ارشاد فرمائے تھے: اَشْهَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰه (میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں)۔ [42]

سوال نمبر ۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ اذان کسے کہتے ہیں؟

ب۔ اذان کب اور کیسے شروع ہوئی؟

ج۔ اذان سے پہلے لوگوں کو نماز کے لیے جمع کرنے کا کیا طریقہ طے ہوا تھا؟

د۔ اذان کا جواب کس طرح دیا جاتا ہے؟

ہ۔ نماز کے علاوہ کن مواقع پر اذان دی جاتی ہے؟

و۔ اذان کا حکم بیان کیجیے۔

سوال نمبر ۲: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ جب اذان ختم ہو جائے، تو مؤذن اور سامعین دُرُود شریف پڑھیں پھر ____________ پڑھیں۔

ب۔ اذان دینے کے لیے ____________ سے باہر بلند جگہ پر قبلے کی طرف مُنہ کرکے کھڑے ہوں۔

ج۔ اقامت کا جواب دینا ____________ ہے۔

د۔ اذان کے کلمات ____________ اور اقامت کے کلمات کو ____________ پڑھا جاتا ہے۔

ہ۔ اقامت میں کانوں کے اندر ____________ نہیں ڈالی جاتیں۔

کیا آپ گفتگو اور کام کاج چھوڑ کر اذان و اقامت کا جواب دیتے ہیں؟

نماز کی فضیلت و اہمیت

تدریسی مقاصد:

- طلبہ / طالبات کو قُرآن وحدیث کی روشنی میں نماز کی فضیلت واہمیت بتانا۔
- طلبہ / طالبات کو نماز ترک کرنے یا قضا کرنے کی وعیدیں بتانا۔

نماز اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت اور بندگی کا ایک مخصوص انداز ہے، جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے محبوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ہمیں سکھایا ہے۔ اعلانِ نبوت کے بارہویں سال معراج کی شب نماز فرض کی گئی۔ یہ ہر عاقل و بالغ مسلمان مرد و عورت پر دن رات میں پانچ مرتبہ فرض ہے۔ [43] نبیٔ کریم نے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نماز کو دین کا ستون قرار دیا ہے۔ [44] نماز جنّت کی کُنجی ہے۔ [45] نماز مؤمن کی معراج ہے۔ [46] قیامت کے دن بندے کے اعمال میں سب سے پہلے نماز کا سُوال ہو گا۔ جس کی نماز دُرست ہوئی اُس نے کامیابی پائی اور جس کی نماز میں کمی ہوئی تو وہ رُسوا ہوا اور اُس نے نقصان اُٹھایا۔

نماز کی فضیلت و اہمیت

نماز کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ قُرآن مجید میں کم و بیش سات سو مقامات پر نماز کا ذکر آیا ہے۔
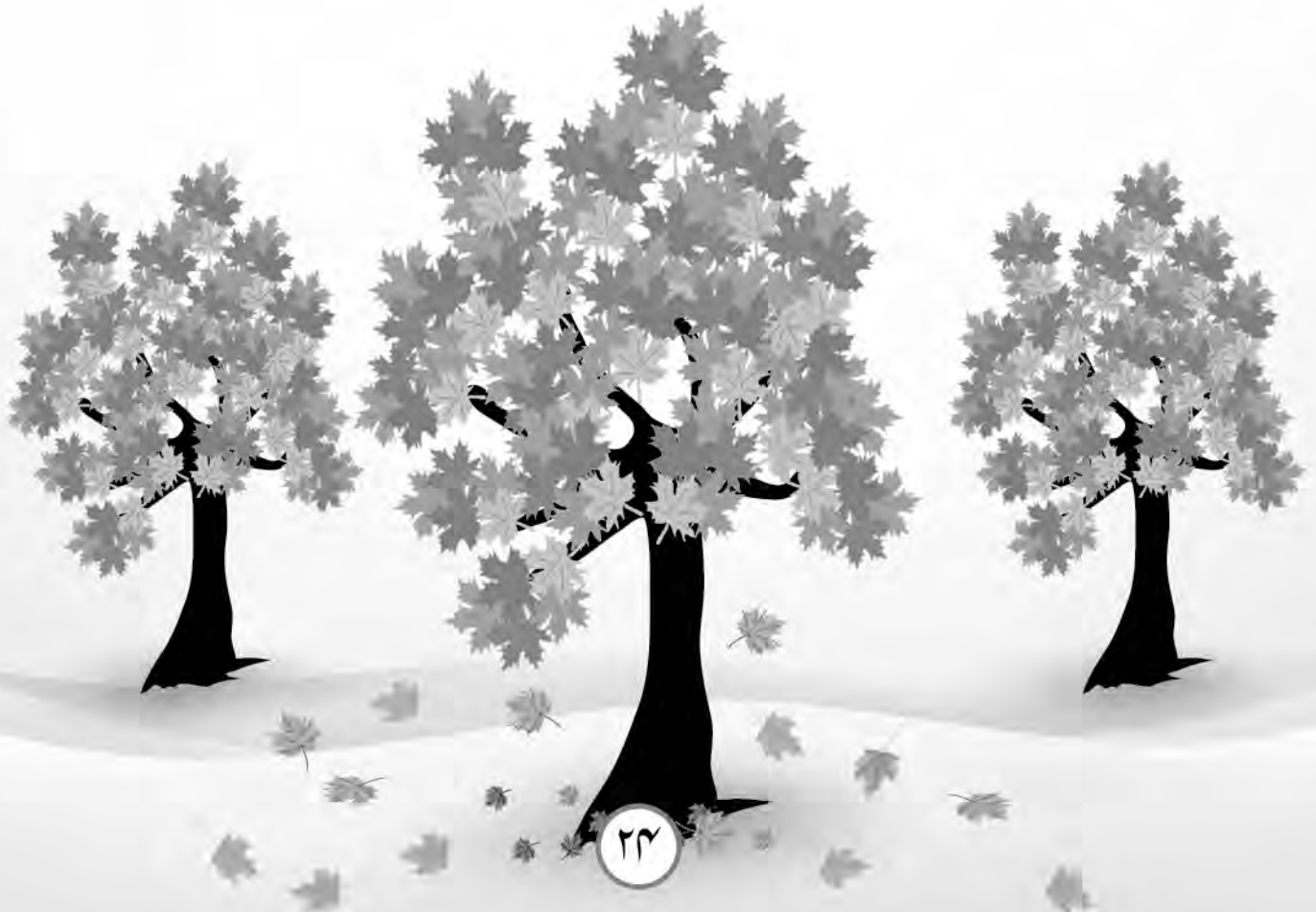
ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

حٰفِظُوۡا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الۡوُسۡطٰی ٭ وَقُوۡمُوۡا لِلّٰہِ قٰنِتِیۡنَ ﴿۲۳۸﴾

تمام نمازوں کی پابندی کرو اور خصوصاً درمیانی نماز کی اور اللہ کے حضور ادب سے کھڑے ہوا کرو۔ (پارہ2، سورۂ بقرہ، آیت 238)

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

فَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتۡ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ کِتٰبًا مَّوۡقُوۡتًا ﴿۱۰۳﴾

توحسبِ معمول نماز قائم کرو بے شک نماز مسلمانوں پر مقررہ وقت میں فرض ہے۔ (پارہ5، سورۂ نساء، آیت 103)

احادیث طیبہ میں بھی کئی مقامات پر نماز کی ترغیب دلاتے ہوئے اس کے فضائل اور اہمیت ارشاد فرمائی گئی ہے چنانچہ حضرت سیّدنا ابوذر غِفاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ نبیِّ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ موسم سرما میں باہر تشریف لائے اُن دنوں درختوں کے پتّے جھڑ رہے تھے۔آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ایک درخت کی ٹہنی پکڑ کر ہلائی تو اُس کے پتّے جھڑنے لگے۔آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشادفرمایا: "اے ابوذر!" میں نے عرض کیا: "لَبَّیْکَ یَارَسُوْلَ الله!" تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "بے شک جب کوئی مسلمان اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لیے نماز پڑھتاہے تو اُس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے اِس درخت کے پتّے جھڑ رہے ہیں۔" (مسند احمد) [47]

ایک مرتبہ حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے ارشاد فرمایا: "تمھارا کیا خیال ہے کہ اگر تُم میں سے کسی کے گھر کے سامنے نہر بہتی ہو اور وہ دن میں پانچ مرتبہ اُس میں غسل کرے تو کیا اُس کے جسم پر میل باقی رہے گا؟" صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کیا کہ "اُس کے جسم پر کچھ بھی میل نہیں بچے گا"۔ "تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: " ان پانچ نمازوں کی مثال بھی ایسے ہی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کے سبب گُناہوں کو مٹادیتاہے"۔ (بخاری) [48]

نماز ترک کرنے کا عذاب

قرآن وحدیث میں جہاں نماز پڑھنے کی تاکید اور اس کے فضائل بیان کیے گئے ہیں وہاں نماز ترک کرنے یا وقت گزار کر پڑھنے کی وعید اور عذابات بھی بیان کیے گئے ہیں جن سے نماز کی اہمیت مزید واضح ہو جاتی ہے۔

چنانچہ اللہ عَزَّوَجَلَّ قُرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

فَخَلَفَ مِنۡۢ بَعۡدِہِمۡ خَلۡفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ وَاتَّبَعُوا الشَّہَوٰتِ فَسَوۡفَ یَلۡقَوۡنَ غَیًّا ﴿۵۹﴾

تواُن کے بعد وہ نالائق لوگ ان کی جگہ آئے جنھوں نے نمازوں کو ضائع کیا اور اپنی خواہشوں کی پیروی کی تو عنقریب وہ جہنّم کی خوفناک وادی غی سے جاملیں گے۔ (پارہ16، سورۂ مریم، آیت 59)

غَی جہنّم میں ایسی وادی ہے جس کی گرمی سے جہنّم کی دیگر وادیاں بھی پناہ مانگتی ہیں۔ [49]

ایک اور مقام پر اللہ عَزَّوَجَلَّ قُرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

فَوَيۡلٌ لِّلۡمُصَلِّيۡنَ ۝۴ الَّذِيۡنَ هُمۡ عَنۡ صَلَاتِهِمۡ سَاهُوۡنَ ۝۵

تو اُن نمازیوں کے لیے خرابی ہے جو اپنی نماز سے غافل ہیں۔ (پارہ 30، سورۂ ماعون، آیت 4-5)

اس آیتِ مُبارکہ میں "ویل" کا تذکرہ ہے، ویل جہنّم میں ایک خوفناک وادی ہے۔ اگر اُس وادی میں پہاڑ ڈالے جائیں تو وہ بھی اس کی گرمی سے پگھل جائیں اور یہ اُن لوگوں کا ٹھکانا ہے جو نماز میں سُستی کرتے اور وقت کے بعد قضا کر کے پڑھتے ہیں۔ [50]

نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جو نماز کی پابندی کرے گا، نماز (قیامت کے دن) اس کے لیے نُور، بُرہان اور نجات ہو گی اور جو اِس کی پابندی نہیں کرے گا اُس کے لیے نہ نُور ہو گا، نہ بُرہان اور نہ ہی نجات کا کوئی ذریعہ ہو گا اور ایسا شخص قیامت کے دن قارُون، فرعون، ہامان اور اُبَی ابنِ خَلف کے ساتھ ہو گا۔ (مسند احمد) [51]

اس حدیثِ مُبارکہ کی شرح میں علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو اُس کے مال نے نماز سے غافل رکھا تو وہ قارُون کی مثل ہے (کیونکہ قارون بہت بڑے خزانے کا مالک تھا) لہٰذا اُسے قارُون کے ساتھ اُٹھایا جائے گا۔ اگر کسی نے حکومت کی وجہ سے نماز کو چھوڑا تو وہ فرعون کی مثل ہے لہٰذا اس کا حشر فرعون کے ساتھ ہو گا۔ اگر نماز سے غفلت کا سبب وزارت ہو گی تو ایسا شخص ہامان کی مثل ہوا (کیونکہ یہ فرعون کا وزیر تھا) لہٰذا قیامت کے دن اُس کے ساتھ اُٹھایا جائے گا اور اگر کسی نے تجارت کی وجہ سے نماز سے غفلت اختیار کی تو وہ مکّے کے کافر اُبیّ بن خلف کی مثل ہے لہٰذا اُسی کافر کے ساتھ اُٹھایا جائے گا۔ [52]

ایک اور حدیثِ مُبارکہ میں ہے کہ جو جان بُوجھ کر نماز چھوڑے گا اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کا نام جہنّم کے اس دروازے پر لکھ دے گا جس سے وہ جہنّم میں داخل ہو گا۔ [53]

عزیز طلبہ! نماز اسلام کا ایک اہم رُکن ہے۔ یہ انسان کی سیرت و کردار کو اسلامی سانچے میں ڈھالتی ہے۔ پانچوں نمازیں پابندی سے ادا کرنے والے کو اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنا پسندیدہ بندہ بنالیتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لیے نماز پابندی سے ادا کریں۔

یاد رکھنے کی باتیں

- اعلانِ نبوت کے بارہویں سال معراج کی شب نماز فرض کی گئی۔
- ہر عاقل و بالغ مسلمان مرد و عورت پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔
- قُرآن مجید میں کم و بیش سات سو مقامات پر نماز کا ذکر کیا گیا ہے۔
- نمازیں ضائع کر دینے والوں کے لیے جہنّم کی خوفناک وادی غَیْ میں ڈال دیے جانے کی وعید ہے۔
- غَی جہنّم میں ایسی وادی ہے جس کی گرمی سے جہنّم کی دیگر وادیاں بھی پناہ مانگتی ہیں۔
- جو جان بُوجھ کر نماز چھوڑے گا اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کا نام جہنّم کے اس دروازے پر لکھ دے گا جس سے وہ جہنّم میں داخل ہو گا۔

مدنی پُھول

حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں:

"یاد رکھو کہ تمھارے اعمال میں سب سے بہتر عمل نماز پڑھنا ہے۔" (ابن ماجہ) [54]

رہنمائے اساتذہ

۱. طلبہ / طالبات کو اس سبق کے ذریعے نماز کی فضیلت و اہمیت سے آگاہ کیجیے۔
۲. طلبہ کو مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے اور طالبات کو گھروں میں وقت پر پابندی سے نماز پڑھنے کا ذہن دیجیے۔
۳. طلبہ / طالبات کو اس سبق کے ذریعے نماز ترک کرنے اور قضا کرنے کی وعیدیں سنا کر اس فعل سے بچنے کا ذہن بھی دیجیے۔
۴. طلبہ / طالبات کو یہ بھی ذہن دیجیے کہ اگر کسی کے ذمہ قضا نمازیں باقی ہوں تو جلد از جلد ادا کرلے۔
۵. طلبہ / طالبات کو بتائیے کہ اگر نماز قضا ہو گئی یا ترک کر دی تو کسی دوسرے پر اس کا اظہار نہ کیا جائے بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں سچّی توبہ کر کے جلد از جلد قضا نماز ادا کرلی جائے یاد رکھیے کہ گناہ کا اظہار بھی گناہ ہے۔

سوال نمبر ا: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ نماز پڑھنے والے کے بارے میں حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت سیّدنا ابوذر غفاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے کیا فرمایا؟

ب۔ حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے پانچ نمازوں کے بارے میں کیا مثال ارشاد فرمائی؟

ج۔ ویل کیا ہے اور اس میں کون لوگ ڈالے جائیں گے؟

د۔ بے نمازی قیامت کے دن کن لوگوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا؟

سوال نمبر ۲: مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیجیے۔

الف۔ نماز کب فرض ہوئی؟

ب۔ قرآن مجید میں کم و بیش کتنے مقامات پر نماز کا ذکر کیا گیا ہے؟

ج۔ نماز کے تین فضائل تحریر کیجیے۔

د۔ نماز ترک کرنے کی کوئی ایک وعید تحریر کیجیے۔

سوال نمبر ۳: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ نماز ہر عاقل و بالغ مسلمان مرد و عورت پر دن رات میں پانچ مرتبہ ________ ہے۔

ب۔ بندے سے قیامت کے دن سب سے پہلے ________ کی پوچھ گچھ ہو گی۔

ج۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نمازی کو اپنا ________ بندہ بنالیتا ہے۔

د۔ نماز میں سُستی کرنے والوں کا ٹھکانا جہنّم میں ________ نامی وادی میں ہو گا۔

ہ۔ جو جان بُوجھ کر نماز چھوڑے گا اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کا نام ________ کے اس دروازے پر لکھ دے گا جس سے وہ جہنّم میں داخل ہو گا۔

فکرِ مدینہ

کیا آپ پانچوں نمازیں مسجد کی پہلی صف میں تکبیرِ اولیٰ کے ساتھ ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں؟

نمازِ جُمعہ

تدریسی مقاصد:
- طلبہ / طالبات کو جمعۃ المبارک کی فرضیت و فضیلت سے آگاہ کرنا۔
- طلبہ / طالبات کو جمعۃ المبارک کے آداب سمجھانا۔
- طلبہ / طالبات کو نمازِ جمعہ کا طریقہ اور چند ضروری مسائل بتانا۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جُمعۃ المبارک کو مُسلمانوں کے لیے عید کا دن بنایا ہے۔ اسے تمام دنوں کا سردار بھی کہا جاتا ہے۔ یوم جمعہ کی فضیلت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے قرآن مجید میں ایک مکمل سورت، سُورۂ جمعہ کے نام سے نازل فرمائی ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَيْعَ ؕ

اے ایمان والو! جب جُمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔
(پارہ 28، سورۂ جمعہ، آیت 9)

یومِ جُمعہ کی فضیلت

نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”بے شک جُمعہ تمام دنوں کا سردار اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں سب دنوں سے زیادہ مرتبے والا ہے، حتّٰی کہ عیدُ الفطر اور عیدُ الاضحیٰ سے بھی زیادہ عظمت والا ہے“۔ جُمعۃ المبارک کے دن اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیّدنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام کو پیدا فرمایا، اسی دن آپ عَلَیْہِ السَّلَام کو زمین پر اُتارا گیا، اسی دن آپ عَلَیْہِ السَّلَام کا وصال ہوا اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ (ابن ماجہ) [55] سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمان عالی شان ہے: ”جُمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی ہے کہ اگر کوئی مسلمان اُسے پا کر اللہ عَزَّوَجَلَّ سے (جو) کچھ مانگے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُسے عطا فرمائے گا“۔ (مسلم) [56]

مدینۂ منورہ میں موجود مسجد جمعہ کی خوبصورت تصویر

نمازِ جُمعہ کی فضیلت

پیارے آقا صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ارشاد فرماتے ہیں: "جو شخص جُمعہ کے دن اچّھی طرح غُسل کرے پھر بہترین خُوشبو لگائے اور کپڑوں میں سے بہترین کپڑے پہنے پھر نماز کے لیے آئے اور دو شخصوں میں جُدائی نہ ڈالے، پھر امام کی بات توجہ سے سُنے تو اُس کے اس جُمعے سے اگلے جُمعے تک اور مزید تین دن کے گناہوں کی مغفرت کر دی جاتی ہے"۔ [57] ایک اور حدیث پاک میں فرمایا: "جس نے اچّھی طرح غُسل کیا پھر مسجد میں آیا، امام کے قریب بیٹھا اور اُسے توجّہ سے سُنا تو وہ جتنے قدم چل کر آیا ہر قدم کے بدلے اُس کے لیے ایک سال کی عبادت اور ایک سال کے روزوں کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے"۔ (مسند احمد) [58]

جُمعہ کے دن نماز کے لیے جلد حاضر ہونا چاہیے کہ جُمعہ کے دن فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور نماز کے لیے آنے والوں کے نام لکھتے ہیں۔ تو جو پہلے آیا وہ اُونٹ کی قربانی کرنے والے کی طرح ہے۔ جو اُس کے بعد آیا وہ گائے کی قربانی کرنے والے کی طرح ہے۔ جو اُس کے بعد آیا وہ مینڈھے کی قربانی کرنے والے کی طرح ہے۔ اُس کے بعد آنے والا مُرغی صدقہ کرنے والے کی طرح ہے۔ اُس کے بعد آنے والا انڈا صدقہ کرنے والے کی طرح ہے۔ (یوں دیر سے آنے والوں کے ثواب میں کمی ہوتی رہتی ہے)۔ پھر جب امام صاحب خطبے کے لیے منبر پر تشریف لے آتے ہیں تو فرشتے بھی اپنے رجسٹر بند کر لیتے ہیں اور ذکر سنتے ہیں۔ (بخاری) [59] یوں خطبہ شروع ہونے کے بعد مسجد میں آنے والوں کا نام فرشتوں کے رجسٹر میں نہیں لکھا جاتا۔ [60]

نمازِ جُمعہ کی فرضیت

جُمعہ فرضِ عین ہے، اس کی فرضیّت ظہر سے زیادہ مؤکّد ہے اور اس کا مُنکر کافر ہے۔ [61]

جُمعہ واجب ہونے کی شرائط

جُمعہ واجب ہونے کی چند شرطیں ہیں اگر ان میں سے ایک بھی نہ پائی گئی تو جمعہ فرض نہیں۔ ان میں سے بعض شرائط یہ ہیں:
(i) شہر میں مقیم ہونا۔ (ii) تندرُست ہونا، مریض پر جُمعہ فرض نہیں۔ مریض سے مراد وہ شخص ہے جو مرض کی وجہ سے جامع مسجد تک نہ جا سکتا ہو یا چلا تو جائے گا مگر مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں اچھا ہو گا۔ (iii) مرد ہونا۔ (iv) بالغ ہونا۔ (v) عاقل ہونا۔ (vi) انکھیارا ہونا۔ (vii) چلنے پر قادر ہونا۔ وغیرہ [62] اسلامی بہنوں پر جُمعہ کی نماز فرض نہیں، وہ اپنے گھروں میں ظہر کی ہی بارہ رکعتیں ادا کریں گی۔
نمازِ جُمعہ کی کل چودہ رکعتیں ہیں۔ 4 سُنّت، 2 فرض، 4 سُنّت، 2 سُنّت، 2 نفل۔

جُمعہ کی پہلی اذان ہوتے ہی خرید و فروخت حرام ہو جاتی ہے اور دُنیا کے تمام مشاغل جو ذِکرِ الٰہی سے غفلت کا سبب ہوں، اُن سب کو چھوڑنا اور نمازِ جُمعہ کی تیاری کرنا لازم ہو جاتا ہے۔ [63] جس پر جُمعہ فرض ہے اس کا بلا عذرِ شرعی ایک جُمعہ بھی چھوڑ دینا سخت کبیرہ گناہ ہے۔ حدیث پاک میں پیارے آقا صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمان عبرت نشان ہے: "میں نے ارادہ کیا کہ ایک شخص کو نمازِ جُمعہ پڑھانے کا حکم دوں اور اُن لوگوں کے گھر جلا دوں جو نمازِ جُمعہ کے لیے حاضر نہیں ہوتے"۔ (مسلم) [64]

آدابِ جُمعہ

ہر مُسلمان کو چاہیے کہ جُمعہ کے دن خصوصی اہتمام کے ساتھ غُسل کرے، غیر ضروری بال صاف کرے اور ناخُن تراشے، صاف ستھرا اور اچھا لباس پہنے، خُوشبو لگائے اور مسواک کرے۔ جُمعہ کی نماز کے لیے جلد مسجد پہنچ جائے۔ راستے میں ملنے والے مُسلمانوں کو سلام کرے۔ مسجد میں آگے بڑھنے کے لیے لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگے بلکہ جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائے۔ باادب دوزانو بیٹھ کر خُطبہ سُنے۔ خُطبے کے دوران کھانا، پینا، سلام، جواب سلام وغیرہ حرام ہے۔ جُمعۃ المبارک کے دن اور رات میں کثرت کے ساتھ دُرود و سلام پڑھے۔ نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: "جُمعہ کے دن اور رات میں کثرت سے مجھ پر دُرود پڑھا کرو، جو ایسا کرے گا میں قیامت کے دن اُس کی گواہی دوں گا اور شفاعت بھی کروں گا"۔ [65] یہی وجہ ہے کہ بے شمار عاشقانِ رسول مسجدوں میں نمازِ جُمعہ کی ادائیگی کے بعد پیارے آقا صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں دُرود و سلام کے نذرانے پیش کرتے ہیں۔

یاد رکھنے کی باتیں

- جُمعۃ المبارک تمام دنوں کا سردار اور مُسلمانوں کے لیے عید کا دن ہے۔
- نمازِ جُمعہ فرضِ عین ہے، اس کی فرضیّت ظہر سے زیادہ مؤکد ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔
- جُمعہ کے دن غُسل کر کے صاف سُتھرے کپڑے پہن کر اور خُوشبو لگا کر مسجد جانا چاہیے۔
- نمازِ جُمعہ کی کل چودہ رکعتیں ہیں۔
- جُمعہ کے دن کثرت سے دُرود شریف پڑھنے والے کی آقا صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم شفاعت فرمائیں گے۔

مدنی پھول

نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "جُمعہ کے دن کثرت سے مجھ پر دُرودِ پاک پڑھا کرو کیونکہ میری اُمّت کا دُرود ہر جُمعہ کے دن مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، (اور قیامت کے دن) لوگوں میں سب سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہو گا جس نے (دُنیا میں) مجھ پر کثرت سے دُرود پڑھا ہو گا"۔ [66]

رہنمائے اساتذہ

۱. طلبہ کو نمازِ جُمعہ کے آداب سے آگاہ فرما کر اُنھیں مسجد میں جلد پہنچنے کی ترغیب دلائیے۔ نیز آدابِ مسجد کا خیال رکھنے کا ذہن بھی دیجیے۔
۲. طلبہ کو خصوصی اہتمام کے ساتھ جُمعہ کے دن غسل کرنے، ناخن تراشنے، صاف کپڑے پہننے مسواک وغیرہ کرنے کا ذہن دیجیے۔
۳. طلبہ / طالبات کو دُرود شریف کی فضیلت بتا کر جُمعہ کے دن کثرت سے دُرود شریف پڑھنے کی ترغیب دیجیے۔

سوال نمبر ۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ اسلام میں جُمعۃُ المبارک کے دن کو کیا اہمیت حاصل ہے؟

ب۔ نمازِ جُمعہ کے بارے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے کیا حکم ارشاد فرمایا ہے؟

ج۔ جُمعہ واجب ہونے کی شرائط بیان کیجیے۔

د۔ جُمعہ کے دن اذان ہوتے ہی کیا کرنا چاہیے؟

ہ۔ جُمعہ کے دن کون کون سے کام کرنے چاہئیں؟

و۔ جُمعہ کی نماز چھوڑ دینے والوں کے لیے کیا وعید بیان کی گئی ہے؟

سوال نمبر ۲: مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیجیے۔

الف۔ نمازِ جُمعہ مرد پر فرض ہے یا عورت پر؟

ب۔ نمازِ جُمعہ کے لیے پہلی اذان کے وقت کام کاج چھوڑنا ضروری ہے یا دوسری کے وقت؟

ج۔ نمازِ جُمعہ کس وقت ادا کی جاتی ہے؟

د۔ سیّد الایّام (تمام دنوں کا سردار) کون سے دن کو کہا جاتا ہے؟

سوال نمبر ۳: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ جُمعۃ المبارک کا دن سب دنوں سے زیادہ ____________ والا ہے۔

ب۔ جُمعہ کے دن مسلمان مسجد میں جمع ہو کر ظہر کی بجائے ____________ کی نماز ادا کرتے ہیں۔

ج۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جُمعۃ المبارک کو مسلمانوں کے لیے ____________ کا دن بنایا ہے۔

د۔ خُطبہ سننے کے لیے ____________ بیٹھنا چاہیے۔

ہ۔ نمازِ جُمعہ کی کل ____________ رکعتیں ہیں۔

فکرِ مدینہ

کیا آپ جُمعۃُ المبارک کے دن غُسل کر کے صاف سُتھرے کپڑے پہنتے، ناخُن تراشتے اور خوشبو لگاتے ہیں نیز مسواک کر کے نمازِ جمعہ کے لیے جلد مسجد جاتے ہیں؟

باب چہارم
سیرتِ مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم

صُلح حُدیبیہ

تدریسی مقصد:

- طلبہ / طالبات کو صلح حدیبیہ اور بیعتِ رضوان کے متعلق آگاہی فراہم کرنا۔

مقامِ حُدیبیہ کی یادگار تصویر

سن 6 ہجری ذُوالقعدہ کے مہینے میں حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ چودہ سو صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے ساتھ عُمرے کا احرام باندھ کر مکّہ مکرمہ کے لیے عازمِ سفر ہوئے۔ حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے کفّار کے ارادوں کا جائزہ لینے کے لیے پہلے ہی ایک شخص کو مکّہ بھیج دیا۔ وہ یہ خبر لایا کہ کفّارِ مکّہ نے مُسلمانوں کا راستہ روکنے کے لیے ایک بہت بڑی فوج تیار کر رکھی ہے۔ چنانچہ نبیٔ اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے عارضی طور پر "حُدیبیہ" کے مقام پر قیام فرمایا۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کی مکّہ مکرمہ روانگی

حُدیبیہ پہنچ کر حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کو کفّار سے مصالحت کے لیے مکّہ مکرمہ بھیجا۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ جب مکّہ مکرمہ پہنچے تو کفّار نے آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے کہا کہ آپ خانۂ کعبہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کر کے اپنا عُمرہ ادا کرلیں مگر ہم محمد (صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) کو خانۂ کعبہ کے قریب بھی نہ آنے دیں گے۔ آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بغیر ہرگز عُمرہ ادا نہیں کر سکتا۔ اس پر بات بڑھ گئی اور کفّار نے آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کو مکّہ میں روک لیا۔

بیعتِ رضوان

اُدھر حُدیبیہ کے میدان میں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ مَعَاذَاللہ عَزَّوَجَلَّ حضرت سیّدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو جب یہ خبر ملی تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ عثمان (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کے خُون کا بدلہ لینا فرض ہے۔ یہ فرما کر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ببول کے درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے فرمایا کہ تم سب لوگ میرے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کرو کہ آخری دم تک میرے وفادار رہو گے۔ تمام صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے نہایت ہی جوش و خروش کے ساتھ جاں نثاری کا عہد کرتے ہوئے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے دستِ اقدس پر بیعت کرلی۔ یہی وہ بیعت ہے جس کا نام "بیعت رضوان" ہے بعد میں پتا چلا کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شہادت کی خبر غلط تھی اور پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بخیر و عافیت واپس تشریف لے آئے۔

اس واقعے کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے قرآن مجید کی درج ذیل آیتِ مُبارکہ میں ذکر فرمایا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَؕ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا یَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖۚ وَ مَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَیْهُ اللّٰهَ فَسَیُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۱۰﴾

بے شک جو لوگ تُمھاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے تو جس نے عہد توڑا تو وہ اپنی جان کے خلاف ہی عہد توڑتا ہے اور جس نے اللہ سے کیے ہوئے اپنے عہد کو پورا کیا تو بہت جلد اللہ اسے عظیم ثواب دے گا۔
(پارہ26، سورۂ فتح، آیت10)

اس بیعت کو بیعت رضوان کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان بیعت کرنے والوں کو رضائے الٰہی کی بشارت دی گئی تھی۔ (خزائن العرفان)

چنانچہ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ عَلَیْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِیْبًاۙ ﴿۱۸﴾

بے شک اللہ ایمان والوں سے راضی ہوا جب وہ درخت کے نیچے تمھاری بیعت کر رہے تھے تو اللہ کو وہ معلوم تھا جو ان کے دلوں میں تھا تو اس نے ان پر اطمینان اتارا اور انھیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا۔ (پارہ26، سورۂ فتح، آیت18)

کفار سے مُصالحت

حُدیبیہ میں بدیل بن ورقاء خزاعی حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اُس نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو خبر دی کہ کفّار آپ سے جنگ کریں گے اور آپ کو خانۂ کعبہ تک نہیں پہنچنے دیں گے۔ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "تم قُریش کو میرا یہ پیغام پہنچادو کہ ہم جنگ کرنے نہیں آئے، ہم صرف عُمرہ ادا کرنے آئے ہیں۔ مُسلسل لڑائیوں سے قُریش کو بہت جانی اور مالی نُقصان پہنچ چکا ہے۔ لہٰذا اُن کے حق میں بھی یہی بہتر ہے کہ وہ جنگ نہ کریں بلکہ ایک مدت معینہ تک صُلح کا مُعاہدہ کرلیں۔ اگر قُریش میری بات مان لیں

تو بہتر ہوگا اور اگر انھوں نے مجھ سے جنگ کی تو مجھے اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، میں ان سے اس وقت تک لڑوں گا حتی کہ میری گردن میرے بدن سے الگ ہوجائے"۔ بدیل بن ورقاء نے آپ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کا پیغام پہنچایا تو کفّار میں کھلبلی مچ گئی۔ اُن کی طرف سے سب سے پہلے عُروہ بن مسعود ثقفی آپ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا مگر صلح کی بات طے نہ ہو سکی۔ عروہ بن مسعود ثقفی نے بارگاہِ رسالت میں صحابہ کرام علیہمُ الرِّضوان کی عقیدت و محبت کا جو منظر دیکھا تھا اس نے اس کے دل پر بڑا گہرا اثر ڈالا۔ چنانچہ اس نے قُریش کے لشکر میں پہنچ کر اپنے تاثرات یوں بیان کیے۔

"اے میری قوم! خُدا کی قسم! جب محمد (صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) تھوکتے ہیں تو وہ تھوک کسی نہ کسی صحابی کی ہتھیلی میں پڑتا ہے اور وہ فرطِ عقیدت سے اس کو اپنے چہرے اور اپنی کھال پر مل لیتا ہے اور اگر وہ کسی بات کا ان لوگوں کو حکم دیتے ہیں تو سب کے سب اس حُکم کی تعمیل کے لیے جھپٹ پڑتے ہیں اور وہ جب وضو کرتے ہیں تو ان کے اصحاب ان کے وضو کے دھوون کو اس طرح لوٹتے ہیں کہ گویا ان میں تلوار چل پڑے گی اور وہ جب کوئی گفتگو کرتے ہیں تو تمام اصحاب خاموش ہو جاتے ہیں۔ ان کے ساتھیوں کے دلوں میں ان کی اتنی زبردست عظمت ہے کہ کوئی شخص ان کی طرف نظر بھر کر دیکھ نہیں سکتا۔ اے میری قوم! خُدا کی قسم! میں نے بہت سے بادشاہوں کا دربار دیکھا ہے۔ میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے درباروں میں بھی جا چکا ہوں۔ مگر خُدا کی قسم! میں نے کسی بادشاہ کے درباریوں کو اپنے بادشاہ کی اتنی تعظیم کرتے ہوئے نہیں دیکھا جتنی تعظیم محمد (صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کے اصحاب محمد (صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کی کرتے ہیں"۔

عروہ بن مسعود ثقفی کے بعد مزید کچھ افراد آپ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سب سے آخر میں سہیل بن عمرو آیا۔ اُسے دیکھ کر آپ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ سہیل آگیا، تو! اب تُمھارا معاملہ بھی سہل ہوگیا۔ چنانچہ سہیل نے آتے ہی کہا کہ آیئے ہم آپس میں معاہدے کی ایک دستاویز لکھ لیں۔ حضور صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم نے اسے منظور فرمالیا۔ سہیل بن عمرو اور حضور صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کے درمیان دیر تک صُلح کی شرائط پر گفتگو ہوتی رہی۔ بالآخر چند شرطوں پر اتّفاق ہوگیا۔ حضور صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم نے حضرت سیّدنا علی کَرَّمَ اللّٰہ تعالٰی وَجْہَہُ الکَرِیْم کو دستاویز لکھنے کے لیے طلب فرمایا۔ حضور صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم نے فرمایا لکھو "یہ وہ شرائط ہیں جن پر قُریش کے ساتھ محمد رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم نے صُلح کا فیصلہ کیا" یہ سُن کر تو سہیل بھڑک اُٹھا۔ کہنے لگا کہ "خُدا کی قسم! اگر ہم جان لیتے کہ آپ اللّٰہ کے رسول ہیں تو نہ ہم آپ کو بیت اللّٰہ سے روکتے نہ آپ کے ساتھ جنگ کرتے۔ آپ "محمد بن عبداللّٰہ" لکھوایئے"۔ آپ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم نے فرمایا: "خُدا کی قسم! میں محمد رسول اللّٰہ بھی ہوں اور محمد بن عبداللّٰہ بھی ہوں"۔ پھر حضرت سیّدنا علی کَرَّمَ اللّٰہ تعالٰی وَجْہَہُ الکَرِیْم سے فرمایا کہ "محمد رسُول اللّٰہ کے الفاظ مٹا کر اس کی جگہ محمد بن عبداللّٰہ لکھ دو"۔ حضرت سیّدنا علی کَرَّمَ اللّٰہ تعالٰی وَجْہَہُ الکَرِیْم سے سہیل کی یہ بات برداشت نہ ہوئی اور عرض کیا "یارسُول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم میں رسُول اللّٰہ کے الفاظ ہرگز نہیں مٹاؤں گا"۔ چنانچہ آپ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم نے خود وہاں سے "رسُول اللّٰہ" کا لفظ مٹا دیا اور صلح کی تحریر لکھ دی گئی۔

صلح حدیبیہ کی شرائط

صلح حدیبیہ کی شرائط یہ تھیں:

۱. فریقین کے درمیان دس سال تک جنگ نہیں ہو گی۔
۲. مُسلمان اس سال بغیر عُمرہ ادا کیے واپس چلے جائیں۔
۳. آئندہ سال عُمرہ کے لیے آئیں اور صرف تین دن مکّہ میں ٹھہر کر واپس چلے جائیں۔
۴. تلوار کے سوا کوئی دُوسرا ہتھیار لے کر نہ آئیں، تلوار بھی نیام کے اندر رہو۔
۵. مکّہ میں جو مُسلمان پہلے سے مقیم ہیں اُن میں سے کسی کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں اور مُسلمانوں میں سے اگر کوئی مکّہ میں رہنا چاہے تو اس کو نہ روکیں۔
۶. مُسلمانوں میں سے کوئی شخص اگر مدینہ چلا جائے تو واپس بھیج دیا جائے لیکن اگر کوئی مُسلمان مدینہ سے مکّہ چلا جائے تو اسے واپس نہیں بھیجا جائے گا۔
۷. قبائل عرب کو اختیار ہو گا کہ وہ فریقین میں سے جس کے ساتھ چاہیں دوستی کا معاہدہ کرلیں۔

تاریخِ اسلام میں صُلح حُدیبیہ کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس صُلح کی شرائط اگرچہ بظاہر مُسلمانوں کے خلاف تھیں لیکن اللہ عَزَّوَجَلَّ نے قرآن مجید میں اس صُلح کو "فتحِ مُبین" قرار دیا، چنانچہ ارشاد ہوا کہ:

اِنَّا فَتَحۡنَا لَكَ فَتۡحًا مُّبِيۡنًا ۙ﴿۱﴾

بے شک ہم نے تُمھارے لیے روشن فتح کا فیصلہ فرمادیا۔ (پارہ 26، سورۂ فتح، آیت 1)

صُلح کے بعد کے واقعات نے یہ ثابت بھی کر دیا کہ در حقیقت یہی صُلح آئندہ ہونے والی تمام فُتوحات کی کُنجی ثابت ہوئی۔ [67]

کیا آپ جانتے ہیں؟

حُدیبیہ کے مقام پر جب صحابۂ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان پانی کے ایک ایک قطرے کے لیے محتاج ہو گئے تو حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ایک بڑے پیالے میں اپنا دستِ مُبارک ڈالا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی مُبارک اُنگلیوں سے چشمہ کی طرح پانی جاری ہو گیا اور پندرہ سو (1500) کا لشکر اس سے سیراب ہو گیا۔ (بخاری) [68]

رہنمائے اساتذہ

۱. طلبہ / طالبات کو بیعتِ رضوان کے بارے میں پڑھاتے ہوئے اپنے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے محبت کا ذہن دیجیے۔

یاد رکھنے کی باتیں

- سن 6 ہجری ذُوالقعدہ کے مہینے میں حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ چودہ سو (1400) صحابۂ کرام عَلَیْھِمُ الرِّضْوَان کے ساتھ عُمرے کا احرام باندھ کر مکّہ مکرمہ کے لیے عازمِ سفر ہوئے۔
- آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے خُشک کنویں میں اپنے وضو کا دھوون اور اپنا ایک تیر ڈالا تو کنویں سے پانی اُبل پڑا۔
- آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو کُفارِ مکّہ کے پاس اپنا سفیر بنا کر بھیجا۔
- آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حُدیبیہ کے مقام پر حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے خُون کا بدلہ لینے کے لیے صحابۂ کرام عَلَیْھِمُ الرِّضْوَان سے جو بیعت لی، اُسے "بیعتِ رضوان" کہتے ہیں۔
- صُلحِ حُدیبیہ کا معاہدہ بظاہر مُسلمانوں کے خلاف تھا لیکن اُسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فتحِ مبین قرار دیا۔

مشق

سوال نمبر ۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ صُلحِ حُدیبیہ کب اور کہاں ہوئی؟

ب۔ بیعتِ رضوان کسے کہتے ہیں؟

ج۔ تاریخِ اسلام میں صُلحِ حُدیبیہ کو کیا اہمیت حاصل ہے؟

د۔ صُلحِ حُدیبیہ کی پانچ شرائط بیان کیجیے۔

سوال نمبر ۲: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ کفّارِ مکّہ نے مُسلمانوں کا راستہ روکنے کے لیے ایک بہت بڑی ________ تیار کر رکھی تھی۔

ب۔ نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ________ کو کفّار سے مصالحت کے لیے بھیجا۔

ج۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ میں ________ کے بغیر عمرہ ادا نہیں کر سکتا۔

د۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ________ کی خبر غلط تھی۔

ہ۔ مُسلمان صرف ________ ادا کرنے کے ارادے سے روانہ ہوئے تھے۔

فکرِ مدینہ

کیا آپ دُوسروں کے ساتھ روز مرّہ معاملات میں برداشت اور صُلح سے کام لیتے ہیں؟

دعوتِ اسلام کے خُطوط

تدریسی مقاصد:
- طلبہ / طالبات کو دعوتِ اسلام کے لیے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی کوششوں سے آگاہ کرنا۔
- طلبہ / طالبات کو پیارے آقا صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی جانب سے لکھے جانے والے خُطوط کے اثرات اور بادشاہوں کا ردِ عمل بتانا۔

قیصرِ روم کو لکھے گئے خط کا عکس

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ، مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ إِلٰی هِرَقْلَ عَظِیمِ الرُّوْمِ، سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی، أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّی أَدْعُوكَ بِدِعَایَةِ الْإِسْلَامِ، أَسْلِمْ تَسْلَمْ یُؤْتِكَ اللّٰہُ أَجْرَكَ مَرَّتَیْنِ، وَإِنْ تَوَلَّیْتَ فَعَلَیْكَ إِثْمُ الْأَرِیسِیِّینَ، وَ(یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَیْنَنَا وَبَیْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَیْـًٔا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ) (السنن الکبری للبیہقی، جلد ۹، صفحہ 299، رقم 18607)

رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نبوّت و رسالت کا دائرہ صرف خطۂ عرب تک ہی محدود نہیں، آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تمام جہانوں کے لیے نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں، آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اسلام کی دعوتِ عام کرنے کے لیے روم کے بادشاہ "قیصر" ایران کے بادشاہ "کسریٰ" حبشہ کے بادشاہ "نجاشی" اور دوسرے سلاطینِ عرب و عجم کے نام دعوتِ اسلام کے خُطوط بھی روانہ فرمائے۔

شاہِ روم قیصر کے نام خط

حضرت دحیہ کلبی رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ حضور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا ایک خط مُبارک رُوم کے گورنر کے پاس لے گئے۔ گورنر نے آپ کا نامہ مُبارک قیصرِ روم "هِرَقْل" تک پہنچا دیا۔ قیصر کو جب یہ مُبارک خط ملا تو اس نے حکم دیا کہ قُریش کا کوئی آدمی ملے تو اُس کو ہمارے دربار میں حاضر کرو۔ چنانچہ ابو سُفیان اور کچھ دیگر لوگوں کو دربار میں لایا گیا۔ قیصر نے کہا کہ دیکھو! اگر ابو سُفیان کوئی غلط بات کہے تو تم لوگ اس کا جُھوٹ ظاہر کر دینا۔ پھر قیصر نے ابو سُفیان سے حضور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اخلاق اور آپ کے خاندان سے متعلق چند باتیں پوچھیں۔ ابو سُفیان نے قیصرِ رُوم کو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی عادات و اخلاق اور خاندان سے متعلق تفصیلات بتائیں۔ پھر قیصر نے آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا خط مُبارک پڑھنے کا حکم دیا۔ (بخاری) 69

آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا خط مبارک

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم!

اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کے بندے اور رسول، محمد (صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) کی طرف سے روم کے بادشاہ "هِرَقْل" کے نام: سلام ہو اُس

پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔ اَمَّابَعْد! میں تمھیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ مُسلمان ہو جاؤ سلامتی پا جاؤ گے۔ خُدا تمھیں دُگنا اجر دے گا اور اگر رُوگردانی کرو گے تو تُمھاری رعایا کا گُناہ بھی تم پر ہو گا۔ اے اہلِ کتاب! ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمھارے درمیان یکساں ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، اللہ کے سوا کسی کو خُدا نہ بنائیں اور اگر تم نہیں مانتے تو گواہ ہو جاؤ کہ ہم مسلمان ہیں۔

پیارے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا خط سُن کر قیصر نے اپنے درباریوں سے کہا کہ اے رُومیو! اگر تم اپنی فلاح اور بادشاہی کی بقا چاہتے ہو تو اُس نبی کی بیعت کر لو۔ جن کا پیغام ابھی سُنایا گیا ہے۔ قیصر کے درباری بادشاہ کی بات سُن کر بہت زیادہ غصّے میں آ گئے اور دربار سے بھاگنے لگے۔ جب قیصر نے اپنی مخالفت کا یہ منظر دیکھا تو وہ ان لوگوں کے ایمان لانے سے مایوس ہو گیا۔ ان حالات میں اُسے بادشاہت کا خطرہ لاحق ہوا۔ چنانچہ مال و دولت کی ہوس میں مبتلا ہو کر قیصر اپنی بات سے پھر گیا۔ کہنے لگا میں نے تمھارے سامنے جو کچھ کہا اس سے میرا مقصد تمھارا امتحان لینا تھا۔ میں نے دیکھ لیا کہ تم لوگ اپنے دین میں بہت پکّے ہو۔ یہ سُن کر سب درباری قیصر کے سامنے سجدے میں گر پڑے اور وہ اسلام کی دولت سے محروم رہ گیا۔ [70]

شاہِ ایران خسرو پرویز کے نام

شاہِ ایران خسرو پرویز کے پاس جب اسی طرح کا نامۂ مُبارک پہنچا تو وہ گُستاخی پر اُتر آیا اور کہنے لگا کہ خط میں محمد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) نے میرے نام سے پہلے اپنا نام کیوں لکھا؟ یہ کہہ کر اُس نے فرمانِ مُبارک کو پُرزے پُرزے کر دیا۔ جب حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو یہ خبر ملی تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ اُس نے میرے خط کو ٹکڑے ٹکڑے کیا، اللہ عَزَّ وَجَلَّ اُس کی سلطنت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، خُسرو پرویز کو اُس کے بیٹے نے رات میں سوتے ہوئے پیٹ پھاڑ کر قتل کر دیا اور اُس کی بادشاہت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ یہاں تک کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دورِ خلافت میں یہ حکومت صفحۂ ہستی سے مٹ گئی۔ [71]

شاہِ حبشہ نجاشی کے نام

شاہِ حبشہ نجاشی کے پاس جب پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا مُبارک خط پہنچا تو اُس نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا خط پڑھتے ہی فوراً اسلام قبول کر لیا۔ اس بادشاہ کا نام "اَصْحَمَہ" تھا۔ یہ وہی بادشاہ ہے جس نے ہجرتِ حبشہ کے وقت مُسلمانوں کو پناہ دی تھی اور جب اُس کا انتقال ہوا تو مدینۂ منوّرہ میں حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اُس کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ [72]

شاہِ مصر مقوقس کے نام

حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ایک مُبارک خط "مقوقس" مصر اور اسکندریہ کے بادشاہ کے پاس بھیجا۔ یہ نہایت ہی اخلاق کے ساتھ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے قاصد سے ملا اور فرمانِ نبوی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو بہت ہی تعظیم و تکریم کے ساتھ پڑھا۔ مگر مُسلمان نہیں ہوا

البتہ حضور صَلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں کچھ تحائف بھیجے۔ اُن تحائف میں ایک گدھا تھا جس کا نام "یعفور" تھا اور ایک سفید خچر جو دُلدُل کہلاتا تھا، ایک ہزار مثقال سونا، ایک غلام، شہد اور کچھ کپڑے تھے۔ اِن تحائف کے علاوہ شاہِ مصر نے حضرت سیّدتُنا ماریہ قطبیہ رَضِیَ اللہ تعالٰی عَنْہَا بھی آپ صَلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں بھیجیں جن سے آپ صَلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے شہزادے حضرت سیّدنا ابراہیم رَضِیَ اللہ تعالٰی عَنْہُ پیدا ہوئے۔ [73]

حضور صَلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ان بادشاہوں کے علاوہ اور بھی کئی سلاطین و امراء کو دعوتِ اسلام کے خطوط تحریر فرمائے۔ بعض نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا جب کہ بعض خوش نصیبوں نے اسلام قبول کر کے حضور صَلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں محبّت بھرے جوابی خُطوط بھی لکھے۔

یاد رکھنے کی باتیں

- آپ صَلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تمام جہانوں کے لیے نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔
- آپ صَلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے کئی سلاطینِ عرب و عجم کے نام دعوتِ اسلام کے خُطوط روانہ فرمائے۔
- شاہِ روم قیصر آپ صَلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سچّی نبوّت کو جان چکا تھا مگر بادشاہت کی لالچ میں ایمان سے محروم رہا۔
- شاہِ ایران خسرو پرویز نے آپ صَلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے خطِ مُبارک کی بے حرمتی کی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اُس کی سلطنت کو مٹا دیا۔
- شاہِ حبشہ نجاشی نے آپ صَلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا خط پڑھتے ہی اسلام قبول کر لیا۔
- آپ صَلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے نجاشی کے انتقال پر مدینۂ منوّرہ میں اُن کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔
- شاہِ مصر نے آپ صَلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے خط کا احترام کیا اور آپ صَلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں تحائف بھیجے۔

رہنمائے اساتذہ

۱. طلبہ / طالبات کو اس سبق کے ذریعے دعوتِ اسلام کے لیے پیارے آقا صَلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی کوششوں سے آگاہ کیجیے۔

۲. طلبہ / طالبات کو یہ ذہن دیجیے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ ہم مُسلمان ہیں، ہمیں بھی نبیِ کریم صَلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرتِ طیبہ پر عمل کرتے ہوئے کفّار کو دعوتِ اسلام اور مُسلمانوں کو نیکی کی دعوت پیش کرنی چاہیے۔

۳. طلبہ / طالبات کو بتائیے کہ نجاشی کا انتقال سن 9 ہجری فتحِ مکّہ سے پہلے حبشہ میں ہوا، جبریل امین نے ان کی لاش حضور صَلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے سامنے کر دی اور حضور صَلَّی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اُن کی نمازِ جنازہ پڑھی، بہت عرصہ تک ان کی قبر سے انوار نکلتے تھے جس سے رات میں سارا جنگل جگمگا جاتا تھا۔ [74]

سوال نمبر ۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے جن بادشاہوں کو دعوتِ اسلام کے خُطوط بھیجے، اُن میں سے چند کے نام لکھیے۔

ب۔ نجاشی نے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا خط مبارک پڑھ کر کیا ردِّ عمل ظاہر کیا؟

ج۔ روم کا بادشاہ "هِرَقْل" ایمان لانے سے کیوں محروم رہا؟

د۔ خُسرو پرویز کس ملک کا بادشاہ تھا؟ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اس کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا؟

ہ۔ مصر کے بادشاہ نے پیارے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے قاصد کے ساتھ کیا سُلوک کیا؟

سوال نمبر ۲: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تمام __________ کے لیے نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

ب۔ ابوسُفیان نے قیصرِ رُوم کو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی عادات و __________ اور خاندان سے متعلق تفصیلات بتائیں۔

ج۔ حضرت سیّدنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دور میں __________ کی حکومت صفحہ ہستی سے مٹ گئی۔

د۔ بعض بادشاہوں نے __________ قبول کر کے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں جوابی خُطوط ارسال کیے۔

ہ۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے شہزادے حضرت سیّدنا __________ حضرت سیّدتُنا ماریہ قبطیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے پیدا ہوئے۔

فکرِ مدینہ

کیا آپ نے کبھی کسی دوست یا رشتہ دار کو نیک اعمال کی ترغیب دلانے کے لیے کوئی مکتوب بھیجا؟

غزوۂ خیبر

• طلبہ / طالبات کو غزوہ خیبر کے حالات اور اس کے اسباب سے رُوشناس کروانا۔

قلعۂ خیبر کی یادگار تصویر

"خیبر" مدینۂ منوّرہ سے کچھ فاصلے پر ایک شہر ہے۔ عرب میں یہودیوں کا سب سے بڑا مرکزی شہر تھا۔ یہاں کے یہودی سب سے زیادہ مال دار اور جنگ جُو تھے۔ یہ لوگ اسلام اور آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بدترین دُشمن تھے۔ جب بھی موقع ملتا یہ لوگ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے سے دریغ نہ کرتے تھے۔

غزوہ خیبر کا سبب

جنگِ خندق میں جن کفّار نے مدینۂ منوّرہ پر حملہ کیا تھا ان میں خیبر کے یہودی بھی شامل تھے۔ یہ لوگ ایک بار پھر مدینے پر حملے کی تیاریاں کرنے لگے۔ یہودیوں نے اس مقصد کے لیے قبیلۂ غطفان کو بھی آمادہ کر لیا یہ قبیلہ بھی مسلمانوں کا دُشمن تھا اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں میں یہودیوں کا مددگار تھا۔ اس طرح یہودیوں نے ایک بڑی طاقتور فوج تیار کر کے مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے کا منصوبہ بنایا۔

لشکرِ اسلام کی روانگی

جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اُن کی جنگی تیاریوں کی خبر ملی تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سولہ سو (1600) صحابۂ کرام

عَلَيۡهِمُ الرِّضۡوَان کا لشکر لے کر خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے حضرت سیّدنا سباع بن عرفطہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنۡهُ کو مدینۂ منوّرہ کی حفاظت پر مقرّر فرمایا۔ مسلمانوں کا یہ لشکر رات کے وقت خیبر کی حُدود میں پہنچا۔ صُبح فجر کی نماز کے بعد جب مُسلمان شہر میں داخل ہوئے تو خیبر کے یہودی بوکھلا کر شور مچانے لگے۔ آپ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے (غیب کی خبر دیتے ہوئے) ارشاد فرمایا کہ خیبر برباد ہوگیا۔ بلاشبہ ہم جب کسی (کافر) قوم کے میدان میں اُتر پڑتے ہیں تو اُن کی صُبح بُری ہوجاتی ہے۔ (بخاری) [75] یہودیوں نے لشکرِ اسلام کو دیکھ کر اپنی عورتوں اور بچّوں کو ایک محفوظ قلعے میں پہنچادیا اور بہت سارا راشن بھی جمع کرلیا۔

یہودیوں سے جنگ

یہودیوں کے پاس تقریباً بیس ہزار (20000) فوج تھی جو مختلف قلعوں کی حفاظت پر مامُور تھی۔ سب سے پہلے قلعۂ "ناعم" پر جنگ شروع ہوئی اور شدید لڑائی ہوئی۔ اس لڑائی میں پچاس مسلمان زخمی ہوئے لیکن قلعہ فتح ہوگیا۔ حضرت سیّدنا اسود راعی رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنۡهُ جو خیبر کے کسی یہودی کی بکریاں چراتے تھے۔ حضور صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سے ملاقات کے لیے بکریوں سمیت بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی، "اگر میں مسلمان ہوجاؤں تو مجھے کیا اجر ملے گا؟" آپ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "تمھیں جنّت اور اُس کی نعمتیں ملیں گی۔" اُنھوں نے فوراً کلمہ پڑھا اور مُسلمان ہوگئے، پھر اُسی وقت ہتھیار پہن کر مجاہدین اسلام کی صف میں کھڑے ہوگئے اور انتہائی جوش و خروش کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے شہید ہوگئے۔ جب حضور صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کو اُن کی شہادت کی خبر ملی تو آپ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ اس شخص نے عمل تو بہت ہی کم کیا اور اجر بہت زیادہ پالیا۔

فتحِ خیبر

قلعۂ ناعم کے بعد دیگر کئی قلعے بھی فتح ہوگئے مگر قلعۂ قموص بہت ہی مضبوط اور محفوظ قلعہ تھا۔ یہاں یہودیوں کی فوجیں بھی بہت زیادہ تھیں اور یہودیوں کا سب سے بڑا بہادُر "مَرحَب" اسی قلعے کی حفاظت کرتا تھا۔ حضور صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے پہلے دن حضرت سیّدنا ابوبکر صدّیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنۡهُ کی نگرانی میں اسلامی لشکر کو اُس قلعے پر چڑھائی کے لیے بھیجا۔ مُسلمانوں نے بڑی بہادُری کے ساتھ حملہ کیا مگر یہودیوں نے قلعہ کی فصیل سے اتنی زیادہ تیر اندازی اور سنگ باری کی کہ مُسلمان قلعہ کے پھاٹک تک نہ پہنچ سکے۔ دوسرے دن حضرت سیّدنا عمر رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنۡهُ نے زبردست حملہ کیا اور مسلمان دن بھر بڑی دلیری کے ساتھ لڑتے رہے مگر دوسرے دن بھی قلعہ فتح نہ ہوسکا۔ حضور صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "کل میں جھنڈا اُس آدمی کو دُوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ (عَزَّوَجَلَّ) فتح دے گا، وہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) اور اُس کے رسول (صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ) سے محبّت کرتا ہے اور اللہ (عَزَّوَجَلَّ) اور اُس کے رسول (صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ) اُس سے محبّت کرتے ہیں"۔ یہ رات تمام صحابۂ کرام عَلَيۡهِمُ الرِّضۡوَان نے بڑی بے چینی میں گزاری کہ دیکھیے کل جھنڈا کس کو دیا جاتا ہے؟

صُبح ہوئی تو صحابۂ کرام عَلَيۡهِمُ الرِّضۡوَان بارگاہِ رسالت میں بڑے ذوق و شوق سے یہ تمنّا لے کر حاضر ہوئے کہ یہ اعزاز ہمیں مل

جائے۔ لیکن صُبح کو اچانک آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے پوچھا: " علی کہاں ہیں؟" عرض کی گئی کہ "اُن کی آنکھیں دُکھتی ہیں"۔ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اُن کو بلایا اور دُکھتی ہوئی آنکھوں میں اپنا لُعاب دہن لگا کر دُعا فرمائی تو فوراً ہی ایسی شفا نصیب ہوئی کہ گویا تکلیف ہی نہ تھی۔ پھر تاجدار دوعالم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت سیّدنا علی کَرَّمَ اللّٰہ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کے ہاتھ میں جھنڈا عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا: "پہلے یہودیوں کو اسلام کی دعوت دینا اور بتانا کہ مُسلمان ہونے کے بعد تم پر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے فُلاں فُلاں حُقُوق واجب ہیں۔ اللّٰہ کی قسم! اگر ایک آدمی بھی تمھاری وجہ سے مُسلمان ہو گیا تو یہ دولت تمھارے لیے سُرخ اونٹوں سے زیادہ بہتر ہے"۔

حضرت سیّدنا علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کی شجاعت

حضرت سیّدنا علی کَرَّمَ اللّٰہ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے قلعہ کے پاس پہنچ کر یہودیوں کو اسلام کی دعوت دی لیکن اُن کی قسمت میں یہ سعادت نہ تھی کہ وہ اسلام قبول کرتے اُن بدنصیبوں نے تیر اور پتّھر برسانے شروع کر دیے۔ خُود "مرحَب" بڑے غرور سے یہ شعر پڑھتا ہوا نکلا:

قَدْ عَلِمَتْ خَیْبَرُ اَنِّیْ مَرْحَبٗ   شَاکِیُ السِّلَاحِ بَطَلٌ مُّجَرَّبٗ

اہلِ خیبر خُوب جانتے ہیں کہ میں "مرحَب" ہوں، اسلحہ پوش ہوں، بہت ہی بہادر اور تجربہ کار ہوں۔

اس کے جواب میں حضرت سیّدنا علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے یہ فرمایا:

اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَیْدَرَہْ   کَلَیْثِ غَابَاتٍ کَرِیْہِ الْمَنْظَرَہْ

میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر (شیر) رکھا ہے۔ میں جنگل کے شیر کی طرح ہیبت ناک ہوں۔

مرحَب نے بڑے گھمنڈ کے ساتھ آگے بڑھ کر حضرت سیّدنا علی کَرَّمَ اللّٰہ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم پر تلوار سے وار کیا مگر آپ کَرَّمَ اللّٰہ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے خُود کو بچالیا اور مرحب کا وار خالی گیا۔ اب آپ کَرَّمَ اللّٰہ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے آگے بڑھ کر مرحَب کے سر پر اس زور سے تلوار ماری کہ ایک ہی ضرب سے اُس کا سر دو ٹکڑے ہو گیا۔ آپ کَرَّمَ اللّٰہ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کی تلوار اُس کے سر کو کاٹتی ہوئی دانتوں تک اُتر آئی اور یوں مرحَب زمین پر گر پڑا۔ مرحَب کو زمین پر تڑپتے دیکھ کر اُس کے ساتھیوں نے حضرت سیّدنا علی شیرِ خُدا کَرَّمَ اللّٰہ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم پر حملہ کر دیا، لیکن آپ کَرَّمَ اللّٰہ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم انتہائی بہادری کے ساتھ اُن کا مقابلہ کر کے کفّار کے سر تن سے جدا کرتے رہے۔ اسی گھمسان کی جنگ میں حضرت سیّدنا علی کَرَّمَ اللّٰہ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کی ڈھال کٹ کر گر پڑی تو آپ کَرَّمَ اللّٰہ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے آگے بڑھ کر قلعۂ قموص کا دروازہ اکھاڑ کر ڈھال بنالیا یہ دروازہ اتنا وزنی اور بھاری تھا کہ اُسے بعد میں چالیس افراد نے مل کر اُٹھانا چاہا مگر نہ اُٹھا سکے۔ [76] آخر کار حضرت سیّدنا علی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے کمالِ شجاعت اور بہادری سے لڑتے ہوئے خیبر کو فتح کر لیا۔ جب یہودیوں نے دیکھا کہ وہ شکست کھا چکے ہیں تو اُنھوں نے ہتھیار ڈال دیے، اس طرح خیبر کی سرزمین پر پرچم اسلام بُلند ہو گیا۔ اس غزوے میں 93 یہودی ہلاک ہوئے اور 20 مسلمانوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔ [77] یہ وہ فتحِ عظیم ہے جس نے پُورے "جزیرۂ عرب" میں یہودیوں کی جنگی طاقت کو ختم کر کے رکھ

دیا۔ خیبر فتح ہو جانے کے بعد اسلامی فتوحات کے دروازے مزید کھلتے چلے گئے اور اسلامی ریاست کو مزید استحکام حاصل ہوا۔

خیبر کا انتظام

فتح کے بعد خیبر کی زمین پر مُسلمانوں کا قبضہ ہو گیا اور حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارادہ فرمایا کہ بنو نضیر کی طرح اہل خیبر کو بھی جلاوطن کر دیں لیکن یہودیوں نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں درخواست کی کہ زمین ہمارے ہی قبضے میں رہنے دی جائے، ہم یہاں کی پیداوار کا آدھا حصّہ آپ کو دیتے رہیں گے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اُن کی یہ درخواست منظور فرمالی۔ چنانچہ جب کھجوریں پک جاتیں اور غلّہ تیار ہو جاتا تو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ حضرت سیّدنا عبداللہ بن رواحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو خیبر بھیج دیتے، وہ کھجوروں اور اناج کو دو حصوں میں برابر تقسیم کر دیتے اور پھر یہودیوں سے فرماتے کہ اس میں سے جو حصّہ تمھیں پسند ہو وہ لے لو۔ یہودی اس عدل پر حیران ہو کر کہتے کہ زمین و آسمان ایسے ہی عدل کی وجہ سے قائم ہیں۔ [78]

یادرکھنے کی باتیں

- رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ 1600 صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا لشکر لے کر خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔
- اس جنگ میں یہودیوں کے پاس 20000 افراد پر مشتمل فوج تھی۔
- یہودیوں کا سب سے بڑا بہادر مرحَب قلعۂ قموص کی حفاظت کرتا تھا۔
- رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے لعابِ دہن کی برکت سے حضرت سیّدنا علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی دکھتی آنکھیں دُرست ہو گئیں۔
- حضرت سیّدنا علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے ایک ہی وار میں مرحَب کا سر کاٹ کر رکھ دیا۔
- غزوۂ خیبر میں 93 یہودی ہلاک ہوئے اور 20 مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا۔

رہنمائے اساتذہ

۱. طلبہ / طالبات کو اس سبق کے ذریعے جنگ خیبر کے اسباب اور حالات سے آگاہ کیجیے۔
۲. طلبہ / طالبات کو حضرت سیّدنا علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی شجاعت و بہادری کے بارے میں بتائیے۔
۳. طلبہ / طالبات کو نیکی کی دعوت پیش کرتے رہنے اور اسلام کی خاطر تن من دھن کی قربانی دینے کے لیے تیار رہنے کا ذہن دیجیے۔

سوال نمبر ۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ عرب میں یہودیوں کا سب سے بڑا مرکز کون سا شہر تھا؟

ب۔ جنگ خیبر کے اسباب بیان کیجیے۔

ج۔ حضرت سیّدنا اسود راعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ اپنے الفاظ میں لکھیے۔

د۔ قلعۂ قموص کیسے فتح ہوا؟

ہ۔ مَرحَب کون تھا؟ اس کا انجام کیا ہوا؟

و۔ غزوۂ خیبر میں کتنے یہودی ہلاک ہوئے؟

سوال نمبر ۲: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ یہودی اسلام کے بدترین __________ تھے۔

ب۔ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم __________ صحابۂ کرام علیہم الرضوان کا لشکر لے کر خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔

ج۔ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا خیبر __________ ہو گیا۔

د۔ قلعۂ __________ بہت ہی مضبوط اور محفوظ قلعہ تھا۔

ہ۔ مرحب __________ کے ہاتھوں قتل ہوا۔

و۔ حضرت سیّدنا علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی دُکھتی آنکھوں پر حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے __________ لگایا تو ایسی ہوگئیں گویا تکلیف ہی نہیں تھی۔

تدریسی مقاصد:

- طلبہ / طالبات کو فتحِ مکّہ کے اسباب وواقعات کے بارے میں بتانا۔
- پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے عفو ودرگُزر اور اخلاقِ کریمانہ کا تذکرہ کرنا۔

فتحِ مکّہ، سیرتِ مُقدسہ کا وہ سُنہرا باب ہے کہ جس کی روشنی سے ساری دُنیا تا قیامت منوّر رہے گی۔ ایک وہ وقت تھا کہ جب تاجدارِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے انتہائی رنجیدگی کے عالم میں حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ رات کی تاریکی میں مکّہ سے ہجرت فرماکر اپنے وطنِ عزیز کو خیر باد کہا تھا اور مکّہ سے نکلتے وقت خدا کے مقدس گھر خانہ کعبہ پر ایک حسرت بھری نگاہ ڈال کر یہ فرمایا تھا کہ "اے مکّہ! خدا کی قسم! تو میری نظر میں دُنیا کے تمام شہروں سے زیادہ پیارا ہے اگر میری قوم مجھے نہ نکالتی تو میں ہرگز تجھے نہ چھوڑتا۔"[79] لیکن آج آٹھ سال کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فاتحانہ شان وشوکت کے ساتھ اُسی شہر مکّہ میں نزولِ اجلال فرمایا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب حدیبیہ کے صلح نامے میں یہ تحریر کیا جاچکا تھا کہ دس برس تک فریقین کے مابین کوئی جنگ نہ ہوگی تو پھر آخر وہ کون سا ایسا سبب تھا جس کی وجہ سے صلح نامہ کے فقط دو سال بعد ہی تاجدارِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اہلِ مکّہ کے سامنے ہتھیار اُٹھانے کی ضرورت پیش آگئی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا سبب کُفّارِ مکّہ کی عہد شکنی اور حدیبیہ کے صلح نامہ کا توڑنا تھا۔

صُلحِ حُدیبیہ کی شرائط میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ قبائلِ عرب کو اختیار ہوگا کہ وہ فریقین میں سے جس کے ساتھ چاہیں مُعاہدہ کرلیں۔ اسی بنا پر قبیلۂ بنو بکر نے قُریش سے اور بنو خُزاعہ نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے مُعاہدہ کرلیا۔ یہ دونوں قبیلے مکّہ کے

قریب ہی آباد تھے۔ ان میں عرصۂ دراز سے دُشمنی چلی آ رہی تھی۔ قبیلۂ بنو بکر نے اچانک ایک رات بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا۔ بے چارے بنو خزاعہ نے اپنی جانیں بچانے کے لیے حرمِ کعبہ میں پناہ لی لیکن بنو بکر کے سردار نوفل نے یہاں بھی ان کا پیچھا کیا اور حرمِ کعبہ میں بھی بڑی بے دردی سے اُن کا قتل کیا۔ مُعاہدے کے مطابق قریشِ مکّہ اس حملے سے الگ رہنے کے پابند تھے مگر اُنھوں نے مُعاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بنو بکر کا بھرپور ساتھ دیا اور بنو خزاعہ کے قتلِ عام میں شریک ہوگئے۔ [80]

اس ناگہانی آفت میں بنو خُزاعہ نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو مدد کے لیے پُکارا۔ ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل سے ہر کسی کی پُکار سُنتے اور اُس کی مدد فرماتے ہیں۔ چنانچہ جب بنو خُزاعہ نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو مدد کے لیے پکارا تو اُس وقت آپ وضو فرمارہے تھے۔ دورانِ وضو ہی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اُن کی پکار سُن کر جواباً تین مرتبہ بُلند آواز سے لَبَّیْكَ، لَبَّیْكَ، لَبَّیْكَ، فرمایا۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدتُنا میمونہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے عرض کی: یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ آپ کس سے گفتگو فرمارہے ہیں؟ تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”اے میمونہ! میرے حلیف بنو خُزاعہ پر بنو بکر اور قُریش نے حملہ کر دیا ہے۔ اُنھوں نے مجھے مدد کے لیے پُکارا تو میں نے اُن کی ڈھارس بندھانے کے لیے جواب دیا ہے“۔ اور پھر تین دن بعد قبیلۂ بنو خُزاعہ کے سردار عَمرو بن سالم خُزاعی بھی مدد حاصل کرنے کے لیے ایک وفد لے کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے۔ [81]

حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی جانب سے امن پسندی کا پیغام

اگرچہ کُفّارِ قُریش، بنو بکر کے ساتھ بنو خُزاعہ پر حملہ کر کے پہلے ہی صُلحِ حُدیبیہ کی خلاف ورزی کر چکے تھے لیکن اس کے باوجود آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے امن پسندی کا مظاہرہ فرماتے ہوئے قُریش کے پاس قاصد بھیج کر تین شرطیں پیش فرمائیں تاکہ قُریش ان میں سے کوئی ایک شرط منظور کرلیں۔

- بنو خُزاعہ کے مقتولین کا خُون بہادیا جائے۔
- قُریش، قبیلۂ بنو بکر کی حمایت سے الگ ہو جائیں۔
- حُدیبیہ کا مُعاہدہ توڑنے کا اعلان کر دیا جائے۔

قُریش نے طاقت کے گھمنڈ میں تیسری شرط قبول کرلی اور مُعاہدہ توڑنے کا اعلان کر دیا لیکن قاصد کے جانے کے بعد قُریشِ مکّہ کو اپنی اس حماقت کا بڑی شدت سے احساس ہوا۔ اُنھوں نے فوراً ابو سفیان کو معاہدے کی تجدید کے لیے بھیجا مگر تب تک معاملہ ہاتھ سے نکل چکا تھا۔ ابو سفیان نے مدینہ طیبہ پہنچ کر تجدید کے لیے بڑی تگ و دو کی مگر کچھ ہاتھ نہ آیا۔ باری باری حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ، حضرت سیّدنا عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور حضرت سیّدنا علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس جا کر سفارش کروانے کی کوشش کی مگر سب کی طرف سے ایک ہی جواب آیا کہ ہم حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے کسی فیصلے میں مداخلت نہیں کر سکتے۔ اسی دوران حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے لوگوں کو جنگ کی تیاری کا حُکم دے دیا مگر کسی کو یہ نہیں بتایا کہ کس سے جنگ کا ارادہ ہے؟ انتہائی رازداری کے ساتھ جنگ کی

تیاری کی گئی اور اس کا مقصد یہ تھا کہ اہلِ مکّہ کو خبر نہ ہونے پائے اور اچانک وہاں پہنچ کر مکۂ مکرمہ جو کہ مُقدّس شہر ہے اُسے کسی خُون خرابے کے بغیر فتح کر لیا جائے۔

اسلامی لشکر کی مکّہ مکرمہ کی طرف روانگی

10رمضانُ المبارک 8 ہجری کو رسُولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ دس ہزار (10000) مُجاہدین کا لشکر لے کر مدینہ منوّرہ سے روانہ ہوئے۔ راستے میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے چچا حضرت سیّدنا عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ملے جو اپنے اہل و عیال کے ساتھ مکۂ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیّبہ آرہے تھے۔ یہ بہت پہلے ہی مسلمان ہو چکے تھے اور نبیٔ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی مرضی سے مکّہ میں مقیم تھے یہ بھی لشکر میں شامل ہو گئے۔ مکۂ مکرمہ سے کچھ دُور ایک مقام پر اسلامی لشکر نے پڑاؤ ڈالا۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے حُکم کے مطابق سب نے الگ الگ آگ روشن کی اور اُس میدان میں دُور دُور تک ہر طرف آگ ہی آگ نظر آنے لگی۔ قُریش نے صُورتِ حال جاننے کے لیے ابوسُفیان کے ساتھ چند جاسُوس بھیجے۔ یہ لوگ جب قریب پہنچے تو دُور دُور تک پھیلی ہوئی آگ دیکھ کر پریشان ہو گئے۔ اچانک ان کی ملاقات حضرت سیّدنا عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ہو گئی۔ ابوسُفیان نے پوچھا: ''اے عباس! تم کہاں سے آرہے ہو؟ اور یہ آگ کیسی ہے؟'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ''یہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے لشکر کی آگ ہے۔'' [82]

آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے مکّہ میں داخل ہونے سے قبل لشکر کو چار حصّوں میں تقسیم فرمایا۔ ایک لشکر کو شمال، ایک کو جُنوب اور ایک کو مکۂ مکرمہ کی غربی سمت سے داخل ہونے کا حُکم ارشاد فرمایا۔ ایک لشکر کے ساتھ خود آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مکۂ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ جب آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے سپہ سالاروں کو مختلف اطراف سے مکہ میں داخل ہونے کا حکم دیا تو ساتھ ہی یہ تاکید بھی فرمائی کہ کوئی اپنی تلواروں کو نیام سے نہ نکالے جب تک کُفّار ان پر حملہ کرنے میں پہل نہ کریں یہ کسی پر حملہ نہ کریں۔ [83]

حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا امن و امان کا فرمان جاری کر دینے کے بعد خُون کا ایک قطرہ بھی بہنے کا کوئی امکان ہی نہیں تھا لیکن عکرمہ بن ابوجہل، صفوان بن امیہ اور سہیل بن عَمرو نے مختلف قبائل کے چند اوباش لوگوں کا دستہ لے کر حضرت سیّدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی فوج کا راستہ روک لیا۔ اُنھوں نے تین مجاہدین صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو شہید کر دیا اور اسلامی لشکر پر تیر برسانا شروع کر دیے۔ حضرت سیّدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بھی فوج کو جوابی کارروائی کی اجازت دے دی۔ چند ہی لمحوں میں اسلامی مجاہدین کی تلواریں بے نیام ہوئیں اور کفار کے بارہ تیرہ لاشے زمین پر تڑپنے پھڑکنے لگے۔ باقی کفار یہ عبرت ناک منظر دیکھ کر لاشیں چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ [84]

اعلانِ امان

تاجدارِ دوعالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے مکّہ کی سرزمین میں قدم رکھتے ہی جو پہلا فرمان عالی شان جاری فرمایا اُس کے ایک ایک لفظ سے رحمتوں کے پُھول جھڑ رہے تھے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ''جو شخص ہتھیار ڈال دے اُس کے لیے امان ہے۔ جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے اُس کے لیے امان ہے۔ جو کعبۃ اللہ میں داخل ہو جائے اُس کے لیے امان ہے اور جو ابوسُفیان کے گھر میں

داخل ہو جائے اُس کے لیے بھی امان ہے۔ [85] حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مکّہ میں داخل ہوتے وقت ہتھیاروں سے سج کر اپنی اونٹنی پر سوار تھے۔ آپ کے سرِ اقدس پر سیاہ رنگ کا عمامہ تھا اور آپ نے حضرت سیّدنا اُسامہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کو اپنے پیچھے اونٹنی پر سوار کیا ہوا تھا۔ آپ کے چاروں طرف جاں نثاروں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا لشکر تھا۔ اس شاہانہ جاہ و جلال کے باوجود آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی شانِ تواضع کا یہ عالم تھا کہ آپ اُونٹنی پر بیٹھے ہوئے سورۂ فتح کی تلاوت فرما رہے تھے اور سرِ مُبارک اتنا جُھکائے ہوئے تھے کہ سر اُونٹنی کے پالان سے لگ جاتا تھا۔

کعبۃ اللہ شریف سے بُتوں کا خاتمہ

بیت اللہ شریف میں داخل ہو کر نبیٔ کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے پہلے حجرِ اسود کو بوسہ دیا پھر اپنی اُونٹنی پر کعبۃ اللہ شریف کا طواف کیا اُس وقت خانہ کعبہ کے آس پاس اور اندر تین سو ساٹھ بُت نصب تھے۔ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے دستِ مُبارک میں ایک چھڑی تھی، جس کی نوک سے بتوں کو گراتے جاتے اور زبانِ اقدس سے یہ آیت تلاوت فرماتے جاتے تھے:

جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾

حق آیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا۔ (پارہ 15، سورۂ بنی اسرائیل، آیت 81)

آپ جس بُت کی طرف بھی چھڑی سے اشارہ فرماتے وہ مُنہ کے بل زمین پر گر پڑتا۔ پھر آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حُکم دیا کہ عین خانۂ کعبہ کے اندر جو بت ہیں وہ سب بھی نکال دیے جائیں چنانچہ تمام بُت جو وہاں موجود تھے نکال دیے گئے اور خانۂ کعبہ بُتوں سے پاک ہو گیا۔ پھر آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ حضرت سیّدنا اُسامہ بن زید، حضرت سیّدنا بلال اور حضرت سیّدنا عثمان بن طلحہ عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے ساتھ خانۂ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے، بیت اللہ شریف کے تمام گوشوں میں تکبیر پڑھی اور دو رکعت نماز بھی ادا فرمائی۔ [86]

عام معافی

آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے خانۂ کعبہ سے باہر تشریف لا کر ہزاروں کی تعداد میں کھڑے لوگوں پر ایک نگاہ ڈالی تو دیکھا کہ سر جُھکائے، نگاہیں نیچی کیے، خوف سے کانپتے، وہ تمام ظالم و جفاکار کھڑے ہیں جنھوں نے آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر پتّھروں کی بارش کی تھی۔ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر بار بار قاتلانہ حملے کیے تھے۔ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو طرح طرح کی اذیّتیں اور تکلیفیں دیں تھیں۔ آج یہ سب لوگ، لشکرِ اسلام کی حراست میں مُجرم بنے ہوئے کھڑے تھے۔ وہ یہ سوچ رہے تھے کہ شاید آج ہماری نسلوں کو نیست و نابود اور ہماری بستیوں کو تہس نہس کر دیا جائے گا۔ خوف و ہراس کے عالم میں ان مجرموں کے کلیجے منہ کو آرہے تھے۔ ایسے میں اچانک آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اُن لوگوں سے پوچھا: "بتاؤ! آج میں تُمھارے ساتھ کیا سُلوک کرنے والا ہوں"۔ اس خوف و دہشت کے عالم میں سب یک زبان ہو کر پُکار اُٹھے: "آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کرم فرمانے والے بھائی اور کرم فرمانے والے باپ کے بیٹے

ہیں۔"سب کی نظریں جمالِ نبوت پر جمی ہوئی تھیں اور وہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فیصلہ سُننے کے مُنتظر تھے۔ اسی لمحے دُنیا نے وہ نظارہ دیکھا جس کی مثال تاریخِ عالم میں نہیں ملتی۔ فاتحِ مکّہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے کریمانہ لہجے میں ارشاد فرمایا:

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ فَاذْهَبُوْا اَنْتُمُ الطُّلَقَآءُ

آج کے دن تُم سے کوئی مُواخذہ نہیں، جاؤ تم سب آزاد ہو۔ [87]

یہ فرمانِ رحمت نشان سُن کر سب مُجرموں کی آنکھیں شرم و ندامت سے اشک بار ہوگئیں اور کُفّار کی زبانوں سے بے ساختہ جاری ہونے والے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه کے نعروں سے حرمِ کعبہ کے در و دیوار گُونج اُٹھے۔ [88]

نتائج

فتحِ مکّہ مُسلمانوں کی بہت بڑی کامیابی تھی۔ کُفّارِ مکّہ کُھلی شکست تسلیم کر چکے تھے۔ حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی جانب سے عام معافی دیے جانے کی بدولت قُریشِ مکّہ کے دلوں سے اسلام اور مُسلمانوں کے خلاف نفرت اور بُغض دور ہو گیا اور لوگ جوق در جوق دائرۂ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ ان میں اکثر وہ لوگ تھے جو اسلام کی حقانیت کا پُورا یقین رکھنے کے باوجود قُریش کے ڈر کی وجہ سے اسلام قبول کرنے میں پس و پیش کر رہے تھے۔ جب قُریشِ مکّہ ایمان کی دولت سے سرفراز ہوئے تو دُور و نزدیک کے دیگر قبائل پر بھی اس کے اثرات مرتب ہوئے اور وہ لوگ بھی دائرۂ اسلام میں داخل ہونے لگے اور یُوں دیکھتے ہی دیکھتے پورے عرب میں اسلام کا بول بالا ہو گیا۔

مدنی پھول

اپنے دُشمنوں کو معاف کر دینا ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سُنّتِ مُبارکہ ہے۔

رہنمائے اساتذہ

۱. طلبہ / طالبات کو اس سبق کے ذریعے فتحِ مکّہ کا واقعہ اچھے انداز میں سمجھائیے۔

۲. طلبہ / طالبات کو نبیِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بے مثال عفو و درگزر کے بارے میں بتا کر عفو و درگزر کی خُوبی اختیار کرنے کا ذہن دیجیے۔

یادرکھنے کی باتیں

- صُلح حُدیبیہ کا مُعاہدہ ٹُوٹنے کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اہلِ مکّہ سے جنگ کی تیاری شروع فرمادی۔
- 10 رمضان المُبارک 8 ہجری کو رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ دس ہزار مُجاہدین کے ساتھ مدینہ منوّرہ سے روانہ ہوئے۔
- فتحِ مکّہ کے وقت خانۂ کعبہ کے آس پاس اور اندر تین سو ساٹھ بُت نصب تھے۔
- خانۂ کعبہ میں تشریف آوری اور بتوں کو گراتے وقت آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی زبانِ مُبارک پر یہ آیتِ کریمہ جاری تھی۔ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾
- سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے کریمانہ لہجے میں ارشاد فرمایا" آج کے دن تم سے کوئی مؤاخذہ نہیں، جاؤ! تم سب آزاد ہو"۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

خانۂ کعبہ کی چابی حضرت سیّدنا عثمان بن طلحہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس ہوا کرتی تھی جو کہ ہجرت سے پہلے نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو کعبہ میں داخل نہیں ہونے دیتے تھے۔ اس وقت آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اُن سے فرمایا تھا کہ ایک دن آئے گا جب یہ چابی میرے ہاتھ میں ہو گی۔ فتحِ مکّہ کے دن آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اُنھیں بلوایا اور یہ بات یاد دلائی۔ اُنھوں نے نہ صرف چابی پیش کی بلکہ اسلام بھی قُبول کرلیا۔ رحمت عالم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے یہ چابی پھر اُنھیں عطا فرمادی اور فرمایا: لو یہ چابی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تم لوگوں میں رہے گی۔ یہ چابی تم سے وہی چھینے گا جو ظالم ہو گا۔ آج تک یہ چابی اُنھی صحابی رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ کی اولاد کے پاس ہے۔ [89]

مشق

سوال نمبر ا: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ فتحِ مکّہ کا پسِ منظر بیان کیجیے۔

ب۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے مکّہ کی سرزمین میں قدم رکھتے ہوئے کیا ارشاد فرمایا؟

ج۔ فتحِ مکّہ کے بعد حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے کُفّارِ مکّہ کے ساتھ کیا سلوک فرمایا؟

د۔ فتحِ مکّہ کے نتائج بیان کیجیے۔

سوال نمبر ۲: مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیجیے۔

الف۔ بُت گراتے وقت آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کون سی آیت تلاوت فرمارہے تھے؟

ب۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے مکہ میں داخل ہونے سے قبل لشکر کو کتنے حصّوں میں تقسیم فرمایا؟

ج۔ فتحِ مکّہ کے لیے جاتے ہوئے راستے میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے کون سے چچا لشکر میں شامل ہوئے؟

د۔ جب کعبہ بُتوں سے پاک ہو گیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے خانۂ کعبہ کے اندر تشریف لے جا کر کیا عمل کیا؟

سوال نمبر ۳: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ صُلحِ حُدیبیہ کے بعد قبیلۂ بنو بکر نے قُریش سے اور ____________ نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے مُعاہدہ کر لیا۔

ب۔ قُریش نے طاقت کے گھمنڈ میں حدیبیہ کا ____________ توڑنے کا اعلان کر دیا۔

ج۔ فتحِ مکّہ کے موقع پر مسلمانوں کے لشکر کی تعداد ____________ تھی۔

د۔ فتحِ مکّہ کے بعد خانۂ کعبہ کو ____________ سے پاک کر دیا گیا۔

ہ۔ عام معافی کے اعلان کے بعد قُریش کے دلوں میں اسلام اور مُسلمانوں کے خلاف نفرت اور ____________ دور ہو گیا۔

باب پنجم
اخلاق وآداب

سخاوت اور ایثار

تدریسی مقاصد:
- طلبہ/طالبات کو سخاوت اور ایثار کے معنیٰ ومفہوم اور فضیلت سے آگاہ کرنا۔
- نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی سیرتِ طیبہ کے ذریعے سخاوت اور ایثار کا جذبہ پیدا کرنا۔

اسلامی معاشرے کی خُوبیوں میں سے ایک بڑی خُوبی سخاوت ہے۔ سخاوت سے مُراد یہ ہے کہ انسان اپنی ذات پر خرچ کرنے کے علاوہ دُوسروں پر بھی خرچ کرے۔ [90]

سخاوت کی فضیلت

جو لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اپنا مال خرچ کرتے ہیں اور کسی پر احسان بھی نہیں جتلاتے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے یہاں ان کے لیے بڑا اجر و ثواب ہے چنانچہ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَاۤ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۲۶۲﴾

وہ لوگ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر اپنے خرچ کرنے کے بعد نہ احسان جتاتے ہیں اور نہ تکلیف دیتے ہیں ان کا انعام ان کے رب کے پاس ہے اور ان پر نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ (پارہ3، سورۂ بقرہ، آیت262)

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ارشاد فرماتے ہیں: "سخاوت جنّت میں ایک درخت ہے جو شخص (دُنیا میں) سخی ہو گا (گویا) وہ اس درخت کی ایک شاخ کو پکڑے گا تو وہ شاخ اس کو نہیں چھوڑے گی یہاں تک کہ اُس کو جنّت میں داخل کر دے گی"۔ [91]

ایک اور حدیث مُبارک میں ہے کہ بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ روٹی کے ایک لقمے اور کھجوروں کے ایک خوشے اور مساکین کے لیے نفع بخش دیگر اشیا کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنّت میں داخل فرمائے گا: (i) گھر کے مالک کو جس نے صدقے کا حکم دیا۔ (ii) اس کی زوجہ کو جس نے اسے دُرست کر کے خادم کے حوالے کیا۔ (iii) اس خادم کو جس نے وہ صدقہ مسکین تک پہنچایا۔ [92]

پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سخاوت

حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: "نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تمام انسانوں سے بڑھ کر سخی تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے کسی سائل کو خواہ وہ کتنی ہی بڑی چیز کا سوال کیوں نہ کرے منع فرما کر کبھی خالی نہیں لوٹایا۔" [93]

حضرت سیّدنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: "رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور آپ رمضان میں تو بہت ہی زیادہ سخاوت فرماتے تھے"۔ (بخاری) [94]

حضرت سیّدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''ایک روز میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اُحد پہاڑ کو دیکھا تو فرمایا: اگر یہ پہاڑ میرے لیے سونا بن جائے (تو بھی) میں پسند نہیں کروں گا کہ اس میں سے ایک دینار بھی میرے پاس تین راتوں سے زیادہ رہ جائے سوائے اس دینار کے جسے میں قرض ادا کرنے کے لیے رکھ لوں''۔ (بخاری) [95]

صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی سخاوت

صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی سیرت بھی سخاوت کے واقعات سے بھری ہوئی ہے۔ اُمّ المؤمنین سیّدتنا خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی ساری دولت اسلام کی خدمت کے لیے پیش فرمادی تھی۔ حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مال سے حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر مسلمان غلاموں کو خرید کر آزاد فرمادیا تھا۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو سخاوت میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانی کی شدید قلّت کے وقت میٹھے پانی کا کنواں ایک یہودی سے منہ مانگے داموں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا تھا۔ دیگر کئی مواقع پر بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا مال اللہ عزّوجلّ کی راہ میں پیش فرمایا۔

عزیز طلبہ! راہِ خدا میں خرچ کرنے سے مال بڑھتا ہے کم نہیں ہوتا، لہٰذا اللہ عزّوجلّ کی رضا والے کاموں میں خرچ کرتے وقت تنگ دلی سے کام نہیں لینا چاہیے بلکہ اللہ عزّوجلّ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہنا چاہیے۔

ایثار

ایثار کے لُغوی معنیٰ ''ترجیح دینا'' ہیں۔ جب کہ شرعی اصطلاح میں ایثار سے مُراد یہ ہے کہ انسان دُوسروں کی ضرورت کے لیے اپنی ضرورت کو قُربان کر دے۔ اپنی ذات پر دُوسروں کو ترجیح دے یعنی اپنی ضرورت کی چیز بھی دُوسروں پر خرچ کر دے، مُصیبت اور پریشانی کے وقت خُود تکلیف برداشت کر کے دُوسروں کو آرام پہنچائے۔ [96] ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ جب کوئی نعمت میسر آئے تو اللہ عزّوجلّ کی رضا کے لیے ہماری کوشش ہونی چاہیے کہ پہلے دُوسرے اس نعمت سے فائدہ اُٹھالیں اور اگر کوئی مشکل یا تکلیف والا معاملہ ہو تو ہم آگے بڑھ کر پہلے خود کو پیش کر دیں، دُوسروں کو اس تکلیف سے دُور رکھنے کی کوشش کریں۔

ایثار کی فضلیت

اللہ عزّوجلّ نے ایثار کرنے والوں کو کامیابی کی خوش خبری عطا فرمائی ہے چنانچہ قُرآن مجید میں اللہ عزّوجلّ ارشاد فرماتا ہے:

وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ﳴ

وَ مَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۚ(۹)

اور وہ اپنی جانوں پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ اُنھیں خود حاجت ہو اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچالیا گیا تو وہی کامیاب ہیں۔
(پارہ 28، سورۂ حشر، آیت 9)

نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ایثار کرنے والوں کو مغفرت کی نوید سنائی ہے چُنانچہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "جو شخص کسی چیز کی خواہش رکھتا ہو، پھر اُس خواہش کو روک کر اپنے اوپر (دُوسرے کو) ترجیح دے، تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اُسے بخش دیتا ہے۔" [97]

نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی سیرت طیبہ میں یہ وصف نمایاں نظر آتا ہے۔ وہ اپنے آپ پر دُوسروں کو ترجیح دیا کرتے تھے، اگرچہ اُن کو خود تکلیف ہو مگر وہ دُوسروں کو راحت پہنچانے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں ایک بھوکا شخص آیا، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ازواجِ مطہرات کے گھروں سے معلوم کروایا کہ کیا کھانے کی کوئی چیز ہے؟ معلوم ہوا کہ ازواجِ مطہرات میں سے کسی کے یہاں کچھ بھی نہیں ہے، تب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے فرمایا "جو اس شخص کو مہمان بنائے، اللہ تعالیٰ اس پر رحمت فرمائے"۔ حضرت سیّدنا ابو طلحہ انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کھڑے ہوگئے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے اجازت لے کر مہمان کو اپنے گھر لے گئے۔ گھر جاکر اہلیہ سے دریافت کیا، "کچھ ہے"؟ اُنھوں نے کہا "کچھ نہیں، صرف بچّوں کے لیے تھوڑا سا کھانا رکھا ہے"، حضرت سیّدنا ابو طلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا "بچّوں کو بہلا کر سُلا دو اور جب مہمان کھانے بیٹھے تو چراغ دُرست کرنے اُٹھو اور چراغ کو بجھا دو تاکہ وہ اچھی طرح کھالے"، یہ تجویز اس لیے دی کہ مہمان یہ نہ جان سکے کہ اہلِ خانہ اس کے ساتھ نہیں کھا رہے کیونکہ اس کو یہ معلوم ہوگا تو وہ اصرار کرے گا اور کھانا کم ہے اس لیے وہ بھوکا رہ جائے گا۔ اس طرح حضرت سیّدنا ابو طلحہ انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے مہمان کو کھلایا اور خود بُھوکے رہ کر رات گزاری، جب صبح ہوئی اور یہ سیّدِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "رات فلاں فلاں لوگوں میں عجیب معاملہ پیش آیا، اللہ تعالیٰ ان سے بہت راضی ہے"۔

مجاہدینِ اسلام کا جذبۂ ایثار

جنگِ یرموک کے موقع پر جب ایک زخمی نے پینے کے لیے پانی مانگا تو ایک شخص پانی پلانے کے لیے آگے بڑھا، اس سے پہلے کہ یہ زخمی پانی کو مُنہ لگاتا ایک دُوسرے زخمی کی آواز آئی ہائے پیاس! "زخمی نے کہا پہلے میرے اُس بھائی کو پانی پلا دو۔" وہ شخص یہ پانی آگے لے کر گیا تو ایک اور نے آواز دی ہائے پیاس!" اُس نے بھی آواز سُن کر یہی کہا کہ اُس کو پہلے پانی پلا دو۔" پھر آگے گیا تو ایک اور آواز آئی اُس نے کہا کہ میرے اُس بھائی کو پانی پلا دو جب وہ اُس کے پاس پہنچا تو وہ شہید ہو چکا تھا۔ پانی پلانے والا پلٹ کر پچھلے کے پاس آیا تو وہ بھی شہید ہو چکا تھا۔ اس طرح سب مُجاہدین نے اپنی جان کی پروا نہ کرتے ہوئے دُوسروں کی ضرورت پر اپنی خواہش کو قُربان کر دیا اور اس طرح ایثار کا مظاہرہ کرتے ہوئے سب نے جامِ شہادت نوش کر لیا۔ [98]

ہمیں بھی چاہیے کہ دُوسروں کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر ترجیح دیں۔ اُن کے حُقُوق کا پُورا پُورا خیال رکھیں اور اُن کی مدد کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

یاد رکھنے کی باتیں

- سخاوت یہ ہے کہ انسان اپنی ذات پر خرچ کرنے کے علاوہ دُوسروں پر بھی خرچ کرے۔
- ایثار یہ ہے کہ اپنی ضرورت کی چیز بھی دُوسروں پر خرچ کر دے۔
- آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے کسی سائل کو کبھی خالی ہاتھ نہیں لوٹایا۔
- راہِ خُدا میں خرچ کرنے سے مال بڑھتا ہے، کم نہیں ہوتا۔
- ہمیں چاہیے کہ دوسروں کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر ترجیح دیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کسی سائل کے سوال کو رد نہ فرماتے، اگر موجود ہوتا تو عطا فرماتے اور اگر پاس نہ ہوتا تو قرض لے کر دیتے یا دینے کا وعدہ فرمالیتے۔ (بخاری) [99]

مدنی پھول

فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہے: "سخی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے قریب، جنّت کے قریب، انسانوں کے قریب اور جہنّم سے دُور ہے۔" اور فرمایا: "بے شک جاہل سخی اللہ عَزَّوَجَلَّ کو بخیل عبادت گزار سے زیادہ پیارا ہے"۔ [100]

رہنمائے اساتذہ

۱. طلبہ / طالبات کو اس سبق کے ذریعے سخاوت اور ایثار کے معنٰی اور مفہوم سے آگاہ کیجیے۔
۲. طلبہ / طالبات کو سیرتِ طیّبہ کے مختلف واقعات کی مدد سے سخاوت اور ایثار کی خُوبیاں اختیار کرنے کا ذہن دیجیے۔

سوال نمبر ۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ سخاوت اور ایثار کا معنٰی اور مفہوم بیان کیجیے۔

ب۔ راہِ خُدا عَزَّوَجَلَّ میں خرچ کرنے کی فضیلت بیان کیجیے۔

ج۔ صحابۂ کرام عَلَیْھِمُ الرِّضْوَان کی سیرت سے سخاوت کی چند مثالیں پیش کیجیے۔

د۔ حضرت سیّدنا ابو طلحہ انصاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ایثار کا واقعہ تحریر کیجیے۔

ہ۔ جنگ یرموک کے موقع پر زخمیوں نے کس طرح ایثار کا مظاہرہ کیا؟

سوال نمبر ۲: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ اسلامی معاشرے کی خُوبیوں میں سے ایک بڑی خُوبی __________ ہے۔

ب۔ ایثار یہ ہے کہ انسان اپنی __________ پر دوسروں کو ترجیح دے۔

ج۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے کسی سائل کو کبھی __________ نہیں لوٹایا۔

د۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا والے کاموں میں خرچ کرتے وقت __________ سے کام نہیں لینا چاہیے۔

ہ۔ اُمّ المؤمنین سیّدتنا خدیجۃ الکبرٰی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا نے اپنی ساری دولت __________ کی خدمت کے لیے پیش فرمادی تھی۔

و۔ ہمیں چاہیے کہ دُوسروں کے __________ کا پُورا پُورا خیال رکھیں۔

میانہ روی

- طلبہ / طالبات کو میانہ روی کے معنیٰ اور مفہوم بتا کر میانہ روی اختیار کرنے کا ذہن دینا۔
- طلبہ / طالبات کو اسراف اور بخل کا معنیٰ اور مفہوم بتا کر ان سے بچنے کا ذہن دینا۔

اسلام دُنیا کا واحد مذہب ہے جس نے انسان کو ہر شعبے میں زندگی گزارنے کے رہنما اُصول سکھائے ہیں۔ اُنھی میں سے ایک اُصول میانہ روی بھی ہے۔ میانہ روی سے مراد کسی بھی کام میں زیادتی یا کمی سے بچ کر درمیانی راستہ اختیار کرنا ہے۔ خود نبیِّ اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی حیاتِ طیّبہ میں عبادت و ریاضت سے لے کر میل جول کے معاملات تک اعتدال و میانہ روی کی بے شمار مثالیں نظر آتی ہیں۔

نبیِّ کریم صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: اچھے اخلاق، اطمینان اور میانہ روی نبوت کا چوبیسواں حصہ ہے۔(ترمذی) [101]

عبادت میں میانہ روی

حضرت سیّدنا عثمان بن مظعون رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ نے عبادت الٰہی کے شوق میں دُنیا سے الگ تھلگ رہنے بلکہ نکاح بھی نہ کرنے کا ذہن بنایا۔ اُن کا خیال تھا کہ وہ دن بھر روزہ رکھیں گے اور رات کو عبادت کیا کریں گے۔ جب حضور صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کو خبر ملی تو روایت میں آتا ہے کہ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے اُنھیں اپنے پاس بلا کر ارشاد فرمایا: ”اے عثمان! کیا تم (عبادت و ریاضت اور رہن سہن میں) میرا طریقہ چھوڑ کر کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہتے ہو؟“ آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ نے عرض کیا: ”نہیں یا رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ میں تو وہی پسند کرتا ہوں جو آپ کا طریقہ ہے“۔ تو آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”میں تو سوتا بھی ہوں اور نماز بھی پڑھتا ہوں، روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ اے عثمان! اللہ سے ڈرو، تمھارے گھر والوں کا تم پر حق ہے، تمھارے مہمان کا تم پر حق ہے، تمھاری اپنی ذات کا تم پر حق ہے“۔ روزہ رکھو اور ناغہ بھی کرو، (رات کو نفل) نماز پڑھو اور سویا بھی کرو۔(ابوداود) [102]

اسلام اور معمولاتِ زندگی

بیان کردہ حدیثِ مُبارکہ سے ہم بخوبی اندازہ لگاسکتے ہیں کہ اسلام ہمیں معمولاتِ زندگی میں درمیانہ راستہ اختیار کرنے کا درس دیتا ہے۔ یعنی ہم نہ تو دُنیا سے بالکل الگ تھلگ ہو کر نفلی عبادات میں اس قدر مشغول ہو جائیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندوں کے حُقوق ہی ادا نہ کر پائیں اور نہ دُنیا میں اس قدر دل لگائیں کہ فرائض و واجبات کی ادائیگی بھی نہ کر پائیں بلکہ درمیانہ راستہ یہ ہے کہ حقوق اللہ بھی ادا کیے جائیں اور حُقوق العباد بھی۔

خرچ میں میانہ روی

مال و دولت کے حصول اور خرچ کرنے میں بھی میانہ روی اختیار کرنی چاہیے۔ اسراف و بخل دونوں ہی اسلام میں ناپسندیدہ اعمال ہیں لہٰذا ان دونوں سے بچنا بہت ضروری ہے۔ جس جگہ شرعاً، عادتاً یا مروۃً خرچ کرنا منع ہو وہاں خرچ کرنا اسراف کہلاتا ہے مثلاً گناہ والی جگہ پر خرچ کرنا۔ جہاں خرچ کرنا شرعاً، عادتاً، یا مروتاً لازم ہو وہاں خرچ نہ کرنا بخل یعنی کنجوسی کہلاتا ہے۔ [103]

قرآن مجید میں اسراف اور بخل سے بچتے ہوئے میانہ روی اختیار کرنے کی تعلیم دی گئی ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿٦٧﴾

اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ حد سے بڑھتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان دونوں کے درمیان اعتدال سے رہتے ہیں۔
(پارہ 19، سورۂ فرقان، آیت 67)

ایک اور مقام پر قرآن مجید میں بخل اور بے ضرورت خرچ کرنے سے یوں منع فرمایا گیا ہے:

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿٢٩﴾

اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھو اور نہ پورا کھول دو کہ پھر ملامت میں، حسرت میں بیٹھے رہ جاؤ۔
(پارہ 15، سورۂ بنی اسرائیل، آیت 29)

ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ارشاد فرماتے ہیں: خرچ میں میانہ روی آدھی زندگی ہے۔ [104]

کھانے پینے میں میانہ روی

کھانا پینا ہر انسان کی طبعی ضرورت ہے۔ دین اسلام نے کھانے پینے کا بھی پیمانہ مقرّر کر رکھا ہے ہر وقت کھاتے پیتے رہنا یا ضرورت سے زیادہ کھانا، دین و دنیا دونوں کے لیے نقصان دہ ہے۔ یُوں ہی ضرورت سے کم کھانا کہ حُقُوق اللہ اور حُقُوق العباد کی ادائیگی پر بھی قُدرت نہ رہے اس سے بھی اسلام منع کرتا ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ

کھاؤ اور پیؤ اور حد سے نہ بڑھو۔ (پارہ 8، سورۂ اعراف، آیت 31)

پیارے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے: "کھاؤ، پیو، پہنو اور صدقہ و خیرات کرو مگر اسراف و تکبر سے بچو۔" (بخاری) [105]

حضرت سیّدنا عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ہر وقت شکم سیر رہنے سے بچو کہ یہ بدن کو بیمار، معدے کو خراب اور نماز سے سُست کرتا ہے۔ کھانے پینے میں میانہ روی اختیار کرو کہ یہ بہت سی بیماریوں کا علاج ہے۔ [106]

چال اور گفتگو میں بھی میانہ روی اختیار کرنی چاہیے کہ نہ تو اتنا تیز چلے کہ لوگ احمق خیال کریں اور نہ اتنا آہستہ کہ لوگ بیمار سمجھیں۔ اسی طرح گفتگو کرتے وقت نہ تو اتنا زور سے بولے کہ دُور والے بھی پریشان ہو جائیں اور نہ اتنا آہستہ کہ سامنے والا بھی کچھ نہ سمجھے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں چلنے اور بولنے میں بھی میانہ روی اختیار کرنے کا حکم دیا ہے

وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ ﴿۱۹﴾

اور اپنے چلنے میں درمیانی چال سے چل اور اپنی آواز کچھ پست رکھ، بے شک سب سے بُری آواز گدھے کی آواز ہے۔
(پارہ 21، سورۂ لقمان، آیت 19)

عزیز طلبہ! ہمیں چاہیے کہ راستہ چلتے ہوئے نہ تو بہت تیز چلیں نہ بہت سُست کہ یہ دونوں باتیں درست نہیں ہیں۔ یونھی شور مچانا، چلا کر یا بہت بُلند آواز سے گفتگو کرنا بھی بُری بات ہے۔ مناسب اور نرم آواز میں گفتگو کرنی چاہیے۔ اسی طرح ہمیں اپنی چال میں میانہ روی کو اپنانا چاہیے۔ اگر ہم کامیاب زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو ہمیں تمام افعال و اعمال میں میانہ روی کو اختیار کرنا ہو گا۔

یاد رکھنے کی باتیں

- میانہ روی سے مراد کسی بھی کام میں زیادتی یا کمی سے بچ کر درمیانی راستہ اختیار کرنا ہے۔
- مال و دولت کے حُصول اور خرچ کرنے میں بھی میانہ روی اختیار کرنی چاہیے۔
- جس جگہ شرعاً، عادتاً یا مروۃً خرچ کرنا منع ہو وہاں خرچ کرنا اسراف کہلاتا ہے۔
- جہاں خرچ کرنا شرعاً، عادتاً، یا مروتاً لازم ہو وہاں خرچ نہ کرنا بُخل کہلاتا ہے۔

رہنمائے اساتذہ

۱. طلبہ / طالبات کو اس سبق کے ذریعے میانہ روی کے معنٰی اور مفہوم اچھی طرح سمجھائیے۔
۲. طلبہ / طالبات کو سیرتِ طیبہ سے مختلف واقعات سُنا کر میانہ روی اختیار کرنے کا ذہن دیجیے۔
۳. طلبہ / طالبات کو اسراف و بخل کی تعریف بتا کر ان برائیوں سے بچنے کا ذہن دیجیے۔

جو میانہ روی اختیار کرتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے غنی فرمادیتا ہے، جو فضول خرچی کرتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے تنگ دست کر دیتا ہے۔[107]

سوال نمبر۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ میانہ روی سے کیا مراد ہے؟

ب۔ اسلام ہمیں معمولاتِ زندگی میں کیسا راستہ اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے؟

ج۔ مال و دولت کے حوالے سے میانہ روی کس طرح اختیار کی جاسکتی ہے؟

د۔ اسراف کسے کہتے ہیں؟

ہ۔ بخیل کے بارے میں نبیٔ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟

و۔ چال اور گفتگو میں کس طرح میانہ روی اختیار کی جاسکتی ہے؟

سوال نمبر۲: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ اسراف اور بخل دونوں ہی اسلام میں ____________ اعمال ہیں۔

ب۔ دین اسلام نے کھانے پینے کا بھی ____________ مقرر کیا ہے۔

ج۔ چال اور گفتگو بھی ____________ اختیار کرنی چاہیے۔

د۔ درمیانہ راستہ یہ ہے کہ حُقُوق اللہ بھی ادا کیے جائیں اور ____________ بھی۔

ہ۔ اگر ہم کامیاب زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو ہمیں تمام ____________ میں میانہ روی کو ہی اختیار کرنا ہوگا۔

کیا آپ کھانے پینے، بول چال اور دیگر معاملات میں میانہ روی اپناتے ہیں؟

تدریسی مقاصد:
- طلبہ / طالبات کو حُقُوق العباد کے بارے میں آگاہی فراہم کرنا۔
- طلبہ / طالبات کو یتیم، بیوہ، مسافر اور معذور افراد کے حُقُوق سے روشناس کروانا۔

حُقُوق العباد سے مراد بندوں کے حُقُوق ہیں۔ دین اسلام میں حُقُوق اللہ کی ادائیگی کے ساتھ حُقُوق العباد کی ادائیگی کو بھی بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ حُقُوق العباد میں والدین، اساتذہ، اولاد، بہن، بھائی، ہمسایوں، عام مُسلمانوں، رشتے داروں، یتیموں، بیواؤں، مُسافروں اور معذوروں وغیرہ کے حُقُوق شامل ہیں۔ قُرآن مجید کی متعدد آیاتِ مُبارکہ میں اُن تمام کے ساتھ حُسن سُلوک سے پیش آنے کا حکم فرمایا ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ ؕ

اور ماں باپ سے اچھا سُلوک کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور قریب کے پڑوسی اور دور کے پڑوسی اور پاس بیٹھنے والے ساتھی اور مسافر اور اپنے غلام لونڈیوں (کے ساتھ اچھا سُلوک کرو) (پارہ 5، سورۂ نساء، آیت 36)

آپ اس سبق میں یتیموں، بیوہ عورتوں، مسافروں، نابیناؤں اور معذروں کے حقوق کے بارے میں پڑھیں گے:

یتیموں کے حقوق

وہ نابالغ بچّے جن کے والد فوت ہو جائیں اُنھیں "یتیم" کہتے ہیں۔ یتیموں کے ساتھ حُسنِ سُلوک یہ ہے کہ اُن کی پرورش کریں، اُن کے مال کی حفاظت کریں، اُن کے ساتھ نرمی اور شفقت سے پیش آئیں، اُن کی رہائش، خُوراک اور تعلیم وتربیت کا اہتمام کریں اور جب وہ سمجھ دار ہو جائیں تو مالِ وراثت اُن کے حوالے کر دیں۔

رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "جو شخص یتیم کی کفالت کرے میں اور وہ جنت میں اس طرح ہوں گے"۔ حضور سیّد المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے کلمہ کی اُنگلی اور بیچ کی اُنگلی سے اشارہ کیا اور دونوں اُنگلیوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ کیا۔ (بخاری) [108]

ایک اور حدیث شریف میں فرمایا: "قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ روز قیامت اُس شخص کو عذاب نہیں دے گا جس نے یتیم پر شفقت کی، اُس کے ساتھ نرمی سے گفتگو کی اور معاشرے کے محتاجوں و کمزوروں پر رحم کیا"۔ [109]

کم عمری میں باپ کا سایہ اُٹھ جانے کی وجہ سے یتیم بچّے اپنے مال اور جائیداد وغیرہ کی حفاظت کرنے کے قابل نہیں ہوتے اور اُن کا حق دبالینا بظاہر آسان ہوتا ہے اس لیے بالخصوص اُن کے مال کی حفاظت کا حکم دیا گیا اور ناحق اُن کا مال کھانے کی مذمت کی گئی۔

چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ﴿۱۰﴾

بے شک وہ لوگ جو ظُلم کرتے ہوئے یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں بالکل آگ بھرتے ہیں اور عنقریب یہ لوگ بھڑکتی ہوئی آگ میں جائیں گے۔ (پارہ4، سورۂ نساء آیت 10)

نبیٔ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں: "مسلمانوں کے گھروں میں سب سے اچھّا گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اُس کے ساتھ بھلائی کی جاتی ہو اور مُسلمانوں کے گھروں میں سب سے بُرا گھر وہ ہے، جس میں یتیم ہو اور اُس کے ساتھ بُرائی کی جاتی ہو"۔ (ابن ماجہ) [110]

بیواؤں کے حُقُوق

اسلام سے پہلے بعض قبیلوں میں یہ ظالمانہ دستُور تھا کہ بیوہ عورتوں کو گھر سے باہر نکال کر ایک چھوٹے سے تنگ و تاریک جھونپڑے میں ایک سال تک قید کر دیتے۔ کھانا پانی اور اپنی ساری ضرورتیں وہ اسی جھونپڑے میں پُوری کرتیں۔ بعض باطل مذاہب میں میّت کے ساتھ اُس کی بیوہ کو بھی زندہ جلا دیتے۔ [111]

اسلام نے دیگر لوگوں کی طرح بیواؤں کے حُقُوق بھی مقرر فرمائے ہیں۔ ان حُقُوق میں سے یہ بھی ہے کہ وہ عدّت گزارنے کے بعد اپنی مرضی سے جہاں چاہے شادی کر سکتی ہے نیز شوہر کی وراثت میں اس کا حصّہ بھی مقرر کیا گیا ہے۔

پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے یتیموں اور بیواؤں کی کفالت کرنے والوں اور اُن کی دیکھ بھال کرنے والوں کے بارے میں خُوش خبری سنائی کہ جس نے کسی یتیم یا بیوہ کی کفالت کی اللہ عَزَّوَجَلَّ اُسے قیامت کے دن اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا۔ [112]

حضرت سیّدنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے اپنے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کی: "اے میرے پروردگار! جو شخص تیری رضا کے لیے کسی (محتاج) بیوہ کو دُرست کرے اس کی جزاء کیا ہے؟" اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: "بیوہ کا دُرست کرنا کیا ہے؟" آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: "وہ شخص اُسے پناہ دے"۔ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: "میں اسے اپنے سایہ رحمت میں جگہ دوں گا اور اسے اپنی جنّت میں داخل کروں گا"۔ [113] خیال رہے کہ غیر محرم بیوہ کی کفالت اور اُسے پناہ دینے میں اس بات کی احتیاط ضروری ہے کہ بے پردگی وغیرہ نہ ہو۔

مسافروں کے حُقُوق

مسافر انسان اپنے گھر سے دُور اور وقتی طور پر آرام و آسائش سے محروم ہوتا ہے۔ اس لیے اُس کے ساتھ تعاون و ہمدردی کی ہر

ممکن کوشش کرنی چاہیے۔ جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے قُرآن مجید میں مُسافر کا حق ادا کرنے کا حُکم ارشاد فرمایا ہے چُنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۙ

تو رشتے دار کو اس کا حق دو اور مسکین اور مسافر کو بھی۔ یہ ان لوگوں کے لیے بہتر ہے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں۔
(پارہ 21، سورۂ روم، آیت 38)

اس آیتِ مُبارکہ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے رشتہ داروں اور مساکین کے حُقُوق کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ مسافر کے حُقُوق کی ادائیگی کا بھی حُکم ارشاد فرمایا۔ مُسافر کے حُقُوق کی ادائیگی اس طرح ہو گی کہ بھٹکے ہوئے مُسافر کو راستہ دکھائیں، بُوجھ اُٹھانے میں اُس کی مدد کریں۔ اگر اُسے کسی چیز کی ضرورت ہو تو حسبِ توفیق اُس کی ضرورت پوری کریں۔ اگر مُسافر گھر آجائے تو پھر اُس کی حیثیت ایک مہمان کی سی ہے۔ آگے بڑھ کر اُسے سلام کریں اور پُرتپاک انداز سے اُس کا استقبال کریں۔ جتنا ممکن ہو اُس کی خدمت کریں، اُسے کھانا کھلائیں اور اُس کے آرام کا خیال رکھیں۔

مُسافر کو راستہ بتانا صدقہ ہے اور مُسافر خانہ بنانا صدقہ جاریہ ہے۔ جیسا کہ حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ "مؤمن کے مرنے کے بعد بھی جن اعمال اور نیکیوں کا ثواب اسے ملتا رہتا ہے ان میں سے چند اعمال یہ ہیں علم جو لوگوں کو سکھایا اور پھیلایا، نیک اولاد، قُرآن کریم جو میراث میں چھوڑا، کوئی مسجد بنائی، مُسافر خانہ بنایا، کوئی نہر جاری کی یا صحّت و تندرستی میں اپنی کمائی سے کچھ صدقہ کر دیا، ان سب کا اجر اُسے مرنے کے بعد ملتا رہے گا۔ [114]

نابیناؤں اور معذوروں کے حُقُوق

نابینا اور ہاتھ، پاؤں سے معذُور افراد محتاج ہوتے ہیں۔ یہ معذُور افراد عام انسانوں سے زیادہ توجّہ کے مُستحق ہوتے ہیں اور اُنھیں دوسروں سے زیادہ مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب کبھی موقع ملے تو اُن کی مدد کرنے میں پہل کرنی چاہیے۔ پیارے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے محتاج افراد کی خبر گیری کی بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ چُنانچہ حدیث شریف میں ہے: "جس نے کسی یتیم یا محتاج کی کفالت کی اللہ عَزَّوَجَلَّ اُسے اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا اور جنّت میں داخل فرمائے گا"۔ [115]

اسلام ہمیں معذوروں کے ساتھ خصوصی طور پر ہمدردی کا درس دیتا ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں معذوری سے بچا کر تندرُست و توانا انسان بنایا ہے تو ہمیں چاہیے کہ ہم معاشرے کے معذور افراد کی خدمت کر کے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شُکر ادا کریں۔ درج ذیل باتوں پر عمل کر کے ہم نابینا اور معذور افراد کے ساتھ تعاون کر سکتے ہیں:

- نابینا یا معذور افراد ہوں تو راستہ پار کرنے، مسجد اور گھر وغیرہ تک پہنچنے میں ان کی مدد کریں۔
- اُن کا بوجھ اُٹھا کر یا گاڑی میں اپنی سیٹ پر جگہ دے کر یا اپنی گاڑی میں بٹھا کر اُن کی مدد کریں۔
- اُن کا مذاق ہرگز نہ اڑائیں بلکہ ان کی عزتِ نفس کا پُورا پُورا خیال رکھیں۔

- اُن کی خدمت اس طرح کریں کہ اُنھیں اپنی معذوری کا احساس بھی نہ ہو۔
- اُنھیں مالی تعاون کی ضرورت ہو تو خود یا اپنے دوست احباب سے مل کر ان کی مالی معاونت بھی کریں۔
- لوگوں کو ان پر ظلم کرنے سے روکیں اور جہاں تک ممکن ہو ان پر کیے گئے ظلم کا ازالہ کریں۔
- ذریعۂ معاش کے لیے حسبِ توفیق اُن سے تعاون کریں۔

یاد رکھنے کی باتیں

- حُقُوق العباد سے مراد بندوں کے حُقُوق ہیں۔
- وہ نابالغ بچّے جن کے والد فوت ہو جائیں اُنھیں ''یتیم'' کہتے ہیں۔
- شریعت میں شوہر کی وراثت میں بیوہ کا حصّہ بھی مقرّر کیا گیا ہے۔
- مُسافر کو راستہ بتانا صدقہ ہے اور مُسافر خانہ بنانا صدقۂ جاریہ ہے۔
- نابینا اور معذُور افراد عام انسانوں سے زیادہ توجّہ کے مستحق ہوتے ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

بیواؤں اور مسکینوں پر خرچ کرنے والا راہِ خُدا عَزَّوَجَلَّ میں خرچ کرنے والے کی طرح ہے۔ [116]

مدنی پھول

جو شخص یتیم کے سر پر محض اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لیے ہاتھ پھیرے تو جتنے بال اس کے ہاتھ کے نیچے آئیں گے، ہر بال کے بدلے اُسے ایک نیکی ملے گی۔ (مسند احمد) [117]

رہنمائے اساتذہ

۱. طلبہ / طالبات کے سامنے اس سبق کے ذریعے حُقُوق العباد کی اہمیت اچھی طرح واضح کیجیے۔
۲. طلبہ / طالبات کو یتیموں، بیواؤں، مسافروں اور معذوروں کے حُقُوق کی ادائیگی کا ذہن دیجیے۔
۳. طلبہ / طالبات کو بتائیے کہ جس نابالغ بچے کے والد صاحب کا انتقال ہو جائے اُسے ''یتیم'' کہتے ہیں اور جس عورت کے شوہر کا انتقال ہو جائے وہ ''بیوہ'' کہلاتی ہے۔

سوال نمبر ۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ حُقُوق العباد میں کن کن لوگوں کے حُقُوق شامل ہیں؟

ب۔ یتیموں کے ساتھ حُسنِ سُلوک کیسے کیا جاسکتا ہے؟

ج۔ اسلام نے بیوہ کے کیا حُقُوق مقرّر فرمائے ہیں؟

د۔ یتیم اور بیوہ کی کفالت کرنے والے کے لیے کیا خوش خبری ہے؟

ہ۔ مسافر کے حُقُوق بیان کیجیے۔

و۔ ہم معذُور اور نابینا افراد کی کس طرح مدد کر سکتے ہیں؟

سوال نمبر ۲: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ حُقُوق العباد سے مراد __________ کے حُقُوق ہیں۔

ب۔ وہ نابالغ بچّے جن کے والد فوت ہو جائیں اُنھیں __________ کہتے ہیں۔

ج۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ روزِ قیامت اُس شخص کو __________ نہیں دے گا جس نے یتیم پر شفقت کی

د۔ معذُور افراد __________ سے زیادہ توجہ کے مستحق ہوتے ہیں۔

ہ۔ اگر مسافر گھر آجائے تو پھر اُس کی حیثیت ایک __________ کی سی ہے۔

و۔ شوہر کی __________ میں بیوہ کا حصّہ بھی مقرّر کیا گیا ہے۔

اُخوّت ومساوات

تدریسی مقاصد:
- طلبہ / طالبات کو اُخوّت ومساوات کے معنیٰ اور مفہوم سمجھانا۔
- طلبہ / طالبات کو اسلام میں اُخوّت ومساوات کی اہمیت سے آگاہ کرنا۔
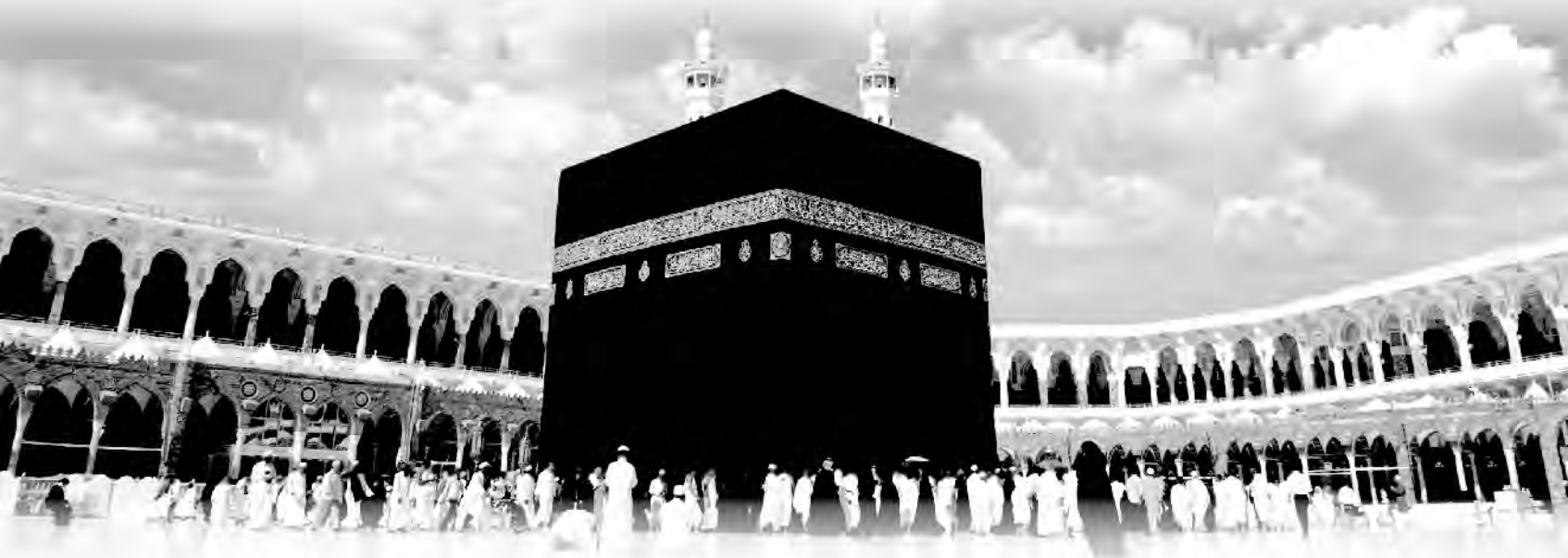
اُخوّت

ہمارا پیارا دین اسلام ہمدردی اور محبّت کا دین ہے۔ یہ اپنے ماننے والوں کو اُخوّت ومساوات کا درس دیتا ہے۔ اُخوّت کے معنیٰ "بھائی چارہ" اور مساوات کے معنیٰ "برابری" کے ہیں۔ دینِ اسلام ہمیں یہ بتاتا ہے کہ تمام مُسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

قُرآن مجید میں اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ

صرف مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ (پارہ 26، سورۂ حجرات، آیت 10)

آپس میں مل جُل کر رہنے اور بھائی چارے کی بہترین مثال آقائے دوجہاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے زمانۂ اقدس سے ملتی ہے کہ جب آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے انصار و مہاجرین صحابۂ کرام عَلَیْھِمُ الرِّضْوَان میں رشتۂ اُخوّت قائم فرما کر ایک دُوسرے کو بھائی بھائی بنا دیا۔ چُنانچہ مسجد نبوی کی تعمیر کے بعد ایک دن حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت سیّدنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے مکان میں انصار و مہاجرین کو جمع فرمایا۔ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے انصار کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یہ مہاجرین تمھارے بھائی ہیں۔ پھر ایک مہاجر اور ایک

انصاری صحابی کو بلا کر فرماتے گئے کہ یہ اور تم بھائی بھائی ہو۔ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ارشاد فرماتے ہی یہ رشتۂ اُخوّت بالکل حقیقی بھائی جیسا رشتہ بن گیا۔ چنانچہ انصار نے مہاجرین کو ساتھ لے جا کر اپنے گھر کی ایک ایک چیز سامنے لا کر رکھ دی اور اُن سے یہ کہا کہ آپ ہمارے بھائی ہیں اس لیے اس سامان میں آدھا آپ کا اور آدھا ہمارا ہے۔ [118]

جب تمام مہاجرین صحابۂ کرام عَلَیْھِمُ الرِّضْوَان کا انصار صحابۂ کرام عَلَیْھِمُ الرِّضْوَان کے ساتھ بھائی چارہ ہوگیا تو حضرت سیّدنا علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے دربارِ رسالت میں عرض کی "یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ آپ نے اپنے صحابہ کو ایک دُوسرے کا بھائی بنا دیا لیکن مجھے آپ نے کسی کا بھائی نہیں بنایا۔ آخر میرا بھائی کون ہے؟" تو حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "تم دُنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو"۔ [119]

مساوات

مساوات کا لفظ بھی ہماری روزمرہ گفتگو میں کثرت سے استعمال ہوتا ہے۔ جس کے معنٰی برابری کے ہیں۔ اسلام ہمیں مساوات کا درس دیتا ہے کہ سب کا خالق و مالک اللہ عَزَّوَجَلَّ ہے، سب اُس کے عاجز بندے اور حضرت سیّدنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام کی اولاد ہیں۔ ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے زمانۂ جاہلیت کے خاندانی تفاخر، رنگ و نسل کی برتری اور قومیت میں اونچ نیچ وغیرہ کے تصوّرات کو پاش پاش کر دیا۔ چُنانچہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حجۃُ الوداع کے موقع پر اپنے تاریخی خطبے میں ارشاد فرمایا: اے لوگو! بے شک تمھارا رب عَزَّوَجَلَّ ایک ہے اور بے شک تمھارا باپ (آدم عَلَیْہِ السَّلَام) ایک ہے۔ سُن لو! کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی سُرخ کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی سُرخ پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ کے سبب سے۔ (مسند احمد) [120]

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۳﴾

اے لوگو! ہم نے تمھیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمھیں قومیں اور قبیلے بنایا تاکہ تم آپس میں پہچان رکھو، بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے بے شک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔ (پارہ 26، سورۂ حجرات، آیت 13)

معلوم ہوا کہ دُنیا میں لوگوں کے خاندان اور قبیلے شناخت اور تعارف کے لیے ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک عزت والا تو وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار، متقی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے احکام کی پابندی کرنے والا ہے۔

اگر ہم غور کریں تو تمام اسلامی عبادات اللہ عَزَّوَجَلَّ کی وحدانیت کے ساتھ ساتھ مساوات کا بھی درس دیتی ہیں۔ اہم ترین عبادت نماز کو ہی لے لیجیے۔ نماز میں سب لوگ ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر مساوات کا عملی مظاہرہ کرتے ہیں۔ حج کے موقع پر تمام مسلمان

ایک جیسا لباس پہن کر ایک جیسے اعمال انجام دیتے ہیں۔ روزہ بھی مساوات کی ایک بہترین شکل ہے۔ تمام مسلمان خواہ امیر ہوں یا غریب ایک ہی مہینے میں روزہ رکھتے ہیں۔ یہ مساوات کا وہ اعلیٰ معیار ہے جس کی مثال دُنیا کے دیگر مذاہب میں نہیں ملتی۔

ہمیں چاہیے کہ اُخوّت و مساوات کی اصل رُوح کو پہچانیں اور اپنے گھر، اپنے محلے اور اپنے ملک میں اسلام کے ان سُنہری اُصولوں کو نافذ کرنے کی کوشش کریں۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ معاشرے سے بے چینی کا خاتمہ ہوگا اور خُوشیوں اور مُسرتوں کا دور دورہ ہو جائے گا۔

یاد رکھنے کی باتیں

- اُخوّت کے معنیٰ "بھائی چارہ" اور مساوات کے معنیٰ "برابری" کے ہیں۔
- اسلام معاشرے میں اُخوّت و مساوات کا درس دیتا ہے۔
- اسلام میں کسی فرد کو اُس کے حسب نسب، اُس کے مال و دولت یا عہدے کی وجہ سے کوئی برتری حاصل نہیں بلکہ اسلام میں بڑائی اور برتری کا معیار صرف تقویٰ اور پرہیز گاری کو بنایا گیا ہے۔
- ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے زمانۂ جاہلیت کے خاندانی تفاخر، رنگ و نسل کی برتری اور قومیت میں اونچ نیچ وغیرہ کے تصورات کو پاش پاش کر دیا۔
- ہمیں چاہیے کہ اُخوّت و مساوات کی اصل رُوح کو پہچانیں اور اپنے گھر، اپنے محلّے اور اپنے ملک میں اسلام کے سُنہری اُصولوں کو نافذ کرنے کی کوشش کریں۔

رہنمائے اساتذہ

١. طلبہ / طالبات کو اس سبق کے ذریعے اُخوّت و مساوات کا مفہوم اچھی طرح سمجھایئے۔
٢. طلبہ / طالبات میں اُخوّت و مساوات کی اہمیت اُجاگر کر کے نیز باہمی اُخوّت و مساوات کا جذبہ پیدا کرنے کا ذہن دیجیے۔

سوال نمبر ۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ اُخوّت اور مساوات کا مفہوم بیان کیجیے۔

ب۔ مساوات کے بارے میں اسلامی تعلیمات کیا ہیں؟

ج۔ پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے مہاجرین وانصار میں رشتۂ اُخوّت کیسے قائم فرمایا؟

سوال نمبر ۲: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ اُخوّت کے معنی "بھائی چارہ" اور مساوات کے معنی __________ کے ہیں۔

ب۔ اسلام معاشرے میں اُخوّت اور __________ کا درس دیتا ہے۔

ج۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک عزّت والا تو وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار، متقی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے __________ کی پابندی کرنے والا ہے۔

د۔ نماز میں سب لوگ ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر __________ کا عملی مظاہرہ کرتے ہیں۔

ہ۔ تمام مسلمان خواہ امیر ہوں یا غریب ایک ہی مہینے میں __________ رکھتے ہیں۔

سوال نمبر ۳: اُخوّت و مساوات پر مختصر نوٹ لکھیے۔

فکرِ مدینہ

کیا آپ اسلامی اُخوّت و بھائی چارے کے مطابق ہر ایک سے اُخوّت و محبت سے پیش آتے ہیں؟

عفوودرگزر

تدریسی مقاصد:
- طلبہ / طالبات کو عفوودرگزر کے معنٰی اور مفہوم بیان کرنا۔
- طلبہ / طالبات کو حضور صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی سیرتِ طیّبہ سے عفوودرگزر کے واقعات بتا کر اُنھیں عفوودرگزر اختیار کرنے کا ذہن دینا۔

عفوودرگزر کا مطلب ہے کسی کی غلطی پر بدلہ لینے کے بجائے اسے مُعاف کر دینا۔ جس معاشرے میں لوگ عفوودرگزر سے کام لیتے ہیں وہاں پیار و محبت، اُخوّت و بھائی چارے کی فضا قائم ہو جاتی ہے۔

اسلام سے پہلے اہلِ عرب آپس کی دُشمنیوں کی وجہ سے ہر وقت جنگ و جدال میں مُبتلا رہتے تھے۔ ذرا ذرا سی بات پر خُون کی ندیاں بہہ جایا کرتی تھیں۔ کسی کی جان و مال اور عزّت و آبرو محفوظ نہ تھے۔ جب حضور اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی تشریف آوری ہوئی تو عرب کے خزاں رسیدہ معاشرے میں ہمدردی و محبّت کی بہار آگئی۔ اُن لوگوں کے دلوں میں عداوت کی جگہ محبّت، انتقام کی جگہ عفوودرگزر، خُودغرضی کی جگہ اخلاص وایثار اور غرور و تکبّر کی جگہ تواضع وانکساری جیسی اعلیٰ صفات پیدا ہوگئیں۔ وجہ صرف یہ تھی کہ پیارے نبی صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ انتہائی نرم خو اور عفوودرگزر کرنے والے تھے۔ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے ان لوگوں کے ظلم و ستم برداشت کر کے عملی طور پر اُنھیں عفوودرگزر کا درس دیا۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ قُرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ

تو اے حبیب ! اللہ کی کتنی بڑی مہربانی ہے کہ آپ ان کے لیے نرم دل ہیں اور اگر آپ تُرش مزاج ، سخت دل ہوتے تو یہ لوگ ضرور آپ کے پاس سے بھاگ جاتے۔ (پارہ4، سورۂ آلِ عمران آیت159)

ایک دُوسرے مقام پر حبیبِ کائنات صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سے فرمایا:

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۱۹۹﴾

اے حبیب! مُعاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حُکم دو اور جاہلوں سے مُنہ پھیر لو۔ (پارہ9، سورۂ اعراف:199)

حضرت سیّدنا اُبَی بن کعب رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جسے یہ پسند ہو کہ اُس کے لیے (جنّت میں) محل بنایا جائے اور اُس کے درجات بلند کیے جائیں تو اُسے چاہیے کہ جو اُس پر ظلم کرے، اُسے معاف کرے اور جو

اُسے محروم کرے، اُسے عطا کرے اور جو اُس سے قطع تعلّق کرے اس سے تعلّق جوڑے"۔ [121] اُمّ المؤمنین سیّدتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: "رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے کبھی بھی اپنی ذات کے لیے کسی سے انتقام نہیں لیا ہاں اگر کوئی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حرام کردہ چیزوں کا مرتکب ہوتا تو اُس سے ضرور پُوچھ گُچھ فرماتے۔" (بخاری) [122]

آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا عفوودرگزر

حضرت سیّدنا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا بیان ہے کہ میں حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ چل رہا تھا اور آپ ایک ایسی چادر اوڑھے ہوئے تھے، جس کے کنارے موٹے اور کھردرے تھے۔ اچانک ایک بدو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے سامنے آیا اور اتنے زوردار جھٹکے سے چادر مُبارک کو کھینچا کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی گردن مُبارک پر خراش آ گئی پھر اس بدو نے کہا کہ آپ کے پاس جو مال ہے آپ حکم دیجیے کہ اس میں سے کچھ مجھے دیا جائے کیونکہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا مال ہے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے انتہائی شائستگی سے جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: "بے شک یہ مال اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ہے اور میں اللہ کا بندہ ہوں مگر تم نے یہ جو حرکت کی ہے، کیا تم سے اس کا بدلہ لیا جائے"؟ بدو نے کہا ہرگز نہیں۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا "کیوں"؟ کہنے لگا کیونکہ آپ برائی کا بدلہ بُرائی سے نہیں دیتے۔ حضور رحمتِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بدو کی یہ بات سُن کر مُسکرا دیے۔ پھر فرمایا: "اُس کے ایک اُونٹ پر جو اور ایک پر کھجور لاد دو"۔ (بخاری) [123]

امام زین العابدین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا عفوودرگزر

حضرت سیّدنا امام زین العابدین علی بن حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی کنیز آپ کو وُضو کروا رہی تھی کہ اچانک اُس کے ہاتھ سے پانی والا برتن آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے چہرے پر تشریف لایا جس سے چہرہ زخمی ہو گیا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اُس کی طرف سر اٹھا کر دیکھا تو اُس نے عرض کی: اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: "وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ" اور غُصّہ پینے والے۔ حضرت سیّدنا امام زین العابدین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: "میں نے اپنا غُصّہ پی لیا"۔ اس نے پھر عرض کی: "وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ" اور لوگوں سے درگزر کرنے والے" آپ نے ارشاد فرمایا: "اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھے مُعاف کرے، میں نے تجھے مُعاف کیا"۔ پھر عرض گزار ہوئی: "وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ" اور اللہ عَزَّوَجَلَّ احسان کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے" ارشاد فرمایا: جا! "میں نے تجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لیے آزاد کیا"۔ [124]

عفوودرگزر کی اس سے بڑھ کر اور کیا مثال ہو گی کہ اعلانِ نبوّت کے بعد مکّہ والوں نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور آپ کے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو طرح طرح کی اذیّتیں دیں۔ طائف کے میدان میں کفّار نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے جسم مُبارک پر اس قدر پتّھر برسائے کہ جسم مُبارک زخمی ہو گیا اور مُبارک نعلین خُون سے بھر گئے لیکن آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ صبر وشکر کا پیکر بن کر عفوودرگزر سے کام لیتے رہے اور ان لوگوں کے لیے دُعا فرماتے رہے، تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جب مکّہ فتح ہوا تو یہی لوگ شرم وندامت سے سر جھکائے کھڑے تھے۔ خوف کے مارے اُن کے جسم کانپ رہے تھے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اُن مجرموں کو یہ فرما کر چھوڑ دیا کہ آج

کے دن تم سے کوئی پُوچھ گُچھ نہیں کی جائے گی۔ جاؤ آج تم سب آزاد ہو۔ [125]

پیارے آقا صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرتِ طیّبہ سے ہمیں حلم وبُردباری، صبر و تحمّل اور عفوودرگزر کا درس ملتا ہے۔ یہی وہ خُوبیاں ہیں جن سے انفرادی واجتماعی سطح پر معاشرے میں اعتدال وتوازن پیدا ہوتا ہے۔ ان خُوبیوں کی بدولت معاشرہ امن وسُکون کا گہوارہ بن جاتا ہے۔

یادرکھنے کی باتیں

- عفوودرگزر کا مطلب ہے کسی کی غلطی پر بدلہ لینے کے بجائے مُعاف کردینا۔
- پیارے نبی صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ انتہائی نرم خُو اور عفوودرگزر کرنے والے تھے۔
- آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے کبھی بھی اپنی ذات کے لیے کسی سے انتقام نہیں لیا۔
- فتحِ مکّہ کے موقع پر آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے جانی دُشمنوں کو بھی مُعاف فرمادیا۔

مدنی پُھول

حضور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فتحِ مکّہ کے موقع پر عفوودرگزر سے کام لیتے ہوئے ظُلم وستم کرنے والے کُفّار کو معاف فرمادیا تھا، جس کے نتیجے میں بہت سارے کُفّار کلمہ پڑھ کر مُسلمان ہوگئے تھے۔

رہنمائے اساتذہ

١. طلبہ / طالبات کو اس سبق کے ذریعے عفوودرگزر کے معنٰی اور مفہوم اچھی طرح سمجھایئے۔

٢. طلبہ / طالبات کو سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی مُبارک زندگی کے واقعات سُنا کر عفوودرگزر اختیار کرنے کا ذہن دیجیے۔ (اس کے لیے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتاب سیرتِ مصطفٰی، صفحہ 601 تا 606 سے مدد لیجیے نیز مکتبۃ المدینہ کے رسالے ”عفوودرگزر کی فضیلت“ کا مطالعہ کیجیے)

سوال نمبر ۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ عفوو در گزر سے کیا مراد ہے؟

ب۔ اسلام سے قبل عرب معاشرے کی حالت کیسی تھی؟

ج۔ معاشرہ امن و سکون کا گہوارہ کس طرح بن سکتا ہے؟

د۔ پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرتِ طیّبہ سے عفوو در گزر کا کوئی واقعہ تحریر کیجیے۔

ہ۔ حضرت سیّدنا امام زین العابدین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی کنیز کی غلطی اور آپ کے احسان کا واقعہ بیان کیجیے۔

سوال نمبر ۲: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ پیارے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ انتہائی نرم خُو اور ______________ کرنے والے تھے۔

ب۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے کبھی بھی اپنی ذات کے لیے کسی سے __________ نہیں لیا۔

ج۔ پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرتِ طیّبہ سے ہمیں حلم و بردباری، صبر و تحمل اور __________ کا درس ملتا ہے۔

د۔ جو تمھیں محروم کرے تم اُسے عطا کرو، جو تم پر ظلم کرے تم اُسے __________ کر دو۔

ہ۔ عفوو در گزر کا مطلب ہے کسی کی غلطی پر بدلہ لینے کے بجائے اسے __________ کر دینا۔

فکرِ مدینہ

کیا آپ عفوو در گزر سے کام لیتے ہوئے اپنے ساتھ بد سلوکی کرنے والے کو معاف کر دیتے ہیں؟

مہمان نوازی کی سُنّتیں و آداب

تدریسی مقاصد:

- طلبہ / طالبات کو مہمان نوازی کی فضیلت سے آگاہ کرنا۔
- طلبہ / طالبات کو مہمان نوازی کی چند سُنّتیں اور آداب بتانا۔

مہمان کی خاطر تواضع کرنا انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی سُنّتِ مُبارکہ ہے۔ حضرت سیّدنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام تو اس قدر مہمان نواز تھے کہ آپ عَلَیْہِ السَّلَام مہمان کی آمد کے منتظر رہتے۔ جب تک کوئی مہمان نہ آتا آپ کھانا ہی تناول نہ فرماتے۔ [126] آپ عَلَیْہِ السَّلَام کھانے سے پہلے میل دو میل چل کر مہمانوں کو تلاش کیا کرتے تھے۔

حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی سیرتِ مُبارکہ سے بھی مہمان نوازی کی کئی مثالیں ملتی ہیں۔ حضرت سیّدنا ابو رافع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا ایک مہمان آیا مگر آپ کے پاس اس کی میزبانی کے لیے کچھ نہ تھا، حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے مجھے ایک یہودی کے پاس بھیجا اور فرمایا: "اسے کہو کہ رجب کے چاند تک ہمیں قرض میں آٹا دے دے"۔ میں اس یہودی کے پاس گیا تو اس نے کہا: "کوئی چیز گروی رکھو تب آٹا ملے گا"۔ میں نے آکر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اطلاع دی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "بخدا! میں زمین و آسمان کا امین ہوں، اگر وہ قرض میں آٹا دے دیتا تو میں ضرور واپس کر دیتا، لو میری یہ زرہ لے جاؤ اور اس کے پاس گروی رکھ دو"۔ [127]

ایک شخص نے حضرت سیّدنا علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو دیکھا کہ آپ رو رہے ہیں۔ اس نے سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ: "سات دن سے کوئی مہمان نہیں آیا، اس لیے رو رہا ہوں کہ شاید اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھ سے ناراض ہے۔" [128]

مہمان نوازی کی فضیلت اور آداب

احادیثِ مُبارکہ میں مہمان نوازی کے بہت فضائل آئے ہیں، چنانچہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا ارشادِ مُبارک ہے: "جو شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیے کہ مہمان کا احترام کرے"۔ (بخاری) [129]

اللہ عَزَّوَجَلَّ جب مہمان کو کسی کے یہاں بھیجتا ہے تو اُس کا رزق بھی وہاں بھیج دیتا ہے۔ مہمان وہاں جاکر اپنی ہی قسمت کا رزق کھاتا ہے لیکن میزبان کے لیے اعزاز و اکرام اور گناہ بخشوانے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب کوئی مہمان کسی کے یہاں آتا ہے تو اپنا رزق لے کر آتا ہے اور جب اس کے یہاں سے جاتا ہے تو صاحب خانہ کے گناہ بخشے جانے کا سبب بنتا ہے۔ [130]

مہمان کے آنے پر نہایت خُوش دلی اور عزّت و احترام کے ساتھ اُس کا استقبال کیجیے۔ سلام کرنے کے بعد خیر و عافیت معلوم کیجیے۔ خندہ پیشانی سے ملاقات کیجیے، خُوشی اور محبّت کا اظہار کیجیے۔ گھر میں مُناسب جگہ پر بٹھایئے۔ کھانے اور دوسری خدمات کا انتظام کیجیے۔ حتّی الامکان اپنے ہاتھ سے اُس کی خدمت کیجیے۔ [131]

یہ سب باتیں مہمان کی خاطر تواضع میں داخل ہیں۔ ان کے علاوہ درج ذیل آداب کا خیال رکھنا بھی میزبان کی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔

- کھانا کھانے کے متعلق مہمان سے نہ پوچھیے بلکہ کھانے کا وقت ہو یا مہمان کے حال احوال سے خُود ہی اندازہ لگا کر کھانا پیش کر دیجیے ۔ ہو سکتا ہے پوچھنے پر مروت میں منع کر دے اور بُھوکا رہ جائے۔
- کھانا پیش کرنے میں جلدی کیجیے کیونکہ ہو سکتا ہے مہمان بُھوکا ہو اور اسے کھانے کی حاجت ہو۔
- کھانے کی تمام اشیا ایک ہی بار دستر خوان پر رکھ دیجیے تاکہ مہمان ان میں سے حسبِ خواہش جو چاہے تناول کرلے۔
- مہمان سے اس کی پسندیدہ چیز کے متعلق پوچھ لیجیے اگر بآسانی مہیا ہو سکے تو فراہم کر دیجیے کہ اس میں مہمان کی زیادہ دل جوئی ہے اور یہ بات اجر و ثواب کا باعث ہے۔
- میزبان کو چاہیے کہ مہمان سے وقتاً فوقتاً کہے کہ اور کھائیے مگر اس پر بہت زیادہ اصرار نہ کرے کہ کہیں زیادہ کھانا مہمان کے لیے نُقصان دہ نہ ہو۔
- میزبان کو چاہیے کہ خُود مہمانوں کی خاطر داری کرے، خادموں کے ذمہ اُس کو نہ چھوڑے۔ اگر مہمان تھوڑے ہوں تو میزبان اُن کے ساتھ کھانے پر بیٹھ جائے کہ مُروّت کا تقاضا یہی ہے اور اگر مہمان زیادہ ہوں تو اُن کے ساتھ نہ بیٹھے بلکہ اُن کی خدمت اور کھلانے میں مشغول رہے۔
- مہمانوں کے ساتھ ایسے شخص کو نہ بٹھائے جس کا بیٹھنا ان پر گراں ہو۔ [132]
- اگر مہمان رات گزارنا چاہے تو اسے قبلہ، قضائے حاجت اور وضو کی جگہ بتا دیجیے۔

جب مہمان رُخصت ہونے لگے تو اُسے انتہائی عزّت و اکرام کے ساتھ رُخصت کیجیے ۔ حدیث شریف میں ہے کہ آدمی (یعنی میزبان) کو چاہیے کہ مہمان کو دروازے تک رُخصت کرنے جائے۔ (ابن ماجہ) [133]

جس طرح مہمان کی خاطر تواضع کرنا اور اس کی آمد پر خُوشی و مسّرت کا اظہار کرنا میزبان کی اخلاقی ذمّہ داری ہے اسی طرح مہمان کو بھی دُوسرے کے گھر جا کر چند باتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

- مہمان کو چاہیے کہ اُسے جہاں بٹھایا جائے وہیں بیٹھ جائے۔
- جو کچھ اُس کے سامنے پیش کیا جائے اُسے قبول کرلے اور اس پر خُوشی کا اظہار کرے۔
- صاحب خانہ کی اجازت کے بغیر گھر میں ادھر ادھر نہ جائے۔
- میزبان کے گھر میں موجود سامان اور خیر خواہی کے انتظام پر خواہ مخواہ تنقید نہ کرے۔
- اگر کوئی خلافِ شرع بات دیکھے تو حکمتِ عملی اور محبّت کے ساتھ سمجھائے۔

- جب وہاں سے رُخصت ہونے لگے تو میزبان کے لیے دُعا کرے۔ خاص کر جب کھانے سے فارغ ہو تو یہ دُعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِیْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِیْ

اے اللہ عَزَّوَجَلَّ جس نے مجھے کھلایا تو اُس کو کھلا اور جس نے مجھے پلایا تو اُس کو پلا۔ (مسلم) [134]

ہمیں چاہیے کہ خندہ پیشانی اور خُوش دلی کے ساتھ مہمان کی خدمت کر کے اُس کی عزّت افزائی کریں اور اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کو راضی کرنے کی کوشش کریں، جب خُود کسی کے مہمان بنیں تو مختلف قسم کی فرمائشیں کر کے میزبان پر بوجھ بننے کے بجائے میزبان کی طرف سے جو پیش کیا جائے اُسے قبول کر کے میزبان کی دل جوئی کی کوشش کریں۔

یاد رکھنے کی باتیں

- مہمان کی خاطر تواضع کرنا انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی سُنّتِ مُبارکہ ہے۔
- جب تک کوئی مہمان نہ آتا حضرت سیّدنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کھانا تناوُل نہ فرماتے تھے۔
- جو شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیے کہ مہمان کا احترام کرے۔
- مہمان کے آنے پر نہایت خُوش دلی اور عزّت واحترام کے ساتھ اُس کا استقبال کرنا چاہیے۔
- جب مہمان رُخصت ہونے لگے تو میزبان کو چاہیے کہ اُسے دروازے تک رخصت کرنے جائے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

جب کوئی مسلمان اپنے بھائی کی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے مہمان نوازی کرتا ہے اور اُس کا کوئی صلہ نہیں چاہتا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کے گھر میں دس فرشتوں کو بھیج دیتا ہے جو سال بھر تک اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرتے اور اُس کے لیے مغفرت کی دُعا کرتے ہیں۔ سال پُورا ہونے کے بعد فرشتوں کی اس عبادت کا ثواب اُس کے نامۂ اعمال میں لکھ دیا جاتا ہے۔ کل بروزِ قیامت اللہ عَزَّوَجَلَّ اُسے جنّۃ الخُلد سے نعمتیں کھلائے گا۔ [135]

رہنمائے اساتذہ

۱. طلبہ / طالبات کو اس سبق کے ذریعے مہمان نوازی کی سُنّتیں اور آداب سکھایئے۔
۲. طلبہ / طالبات کے سامنے مہمان نوازی کی فضیلت بیان کر کے اُنھیں مہمان نوازی کرنے کا ذہن دیجیے۔

حضرت سیدنا علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم سات دن تک مہمان نہ آنے پر کیوں روئے؟

سوال نمبر ۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ مہمان نوازی کی فضیلت بیان کیجیے۔

ب۔ مہمان نوازی کے چند آداب بیان کیجیے۔

ج۔ جب مہمان رخصت ہونے لگے تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

د۔ مہمان کو کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے؟

ہ۔ مہمان کو کھانا کھانے کے بعد کون سی دُعا پڑھنی چاہیے؟

سوال نمبر ۲: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ حضرت سیّدنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام اس قدر مہمان نواز تھے کہ آپ ________ کی آمد کے منتظر رہتے۔

ب۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ جب مہمان کو کسی کے یہاں بھیجتا ہے تو اُس کا ________ بھی وہاں بھیج دیتا ہے۔

ج۔ جو شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیے کہ مہمان کا ________ کرے۔

د۔ جب مہمان رُخصت ہونے لگے تو اُسے انتہائی ________ کے ساتھ رُخصت کیا جائے۔

ہ۔ مہمان کو چاہیے کہ وہ گھر کے سامان اور خیر خواہی کے انتظام پر خواہ مخواہ ________ نہ کرے۔

کیا آپ مہمان کی آمد پر مہمان نوازی کے آداب کا خیال رکھتے ہیں؟

باب ششم

مشاہیر اسلام

حضرت سیّدتُنا خدیجۃُ الکبریٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡھَا

تدریسی مقاصد:
- طلبہ / طالبات کو حضرت سیّدتُنا خدیجۃُ الکبریٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡھَا کی فضیلت کے بارے میں آگاہی فراہم کرنا۔
- طلبہ / طالبات کے سامنے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡھَا کی سیرت بیان کرنا۔

حضرت سیّدتنا خدیجۃُ الکبریٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡھَا قبیلہ ٔقُریش کی ایک عقل مند خاتون تھیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡھَا کی ولادت واقعۂ فیل سے 15 سال پہلے ہوئی۔ [136] آپ کا نام خدیجہ اور کنیت اُمّ قاسم اور اُمّ ہند ہے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡھَا کا مشہور لقب "الکبریٰ" ہے۔ [137]

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡھَا کو بہترین خُوبیوں سے نوازا تھا۔ حضرت سیّدتنا نفیسہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡھَا فرماتی ہیں کہ حضرت سیّدتنا خدیجہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡھَا سلیقہ شعار، پریشانیوں اور مُصیبتوں کا مقابلہ کرنے والی بہت بُلند حوصلہ خاتون تھیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡھَا کو عزّت و شرف اور خیر و بھلائی سے بھی خُوب نوازا تھا۔ [138] حضرت سیّدتنا خدیجہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡھَا کا شمار عرب کے مال دار لوگوں میں ہوتا تھا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡھَا تجارت کیا کرتی تھیں۔ اس لیے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡھَا کو کسی ایسے شخص کی تلاش تھی جو سمجھ دار اور باصلاحیت ہونے کے ساتھ ساتھ ایمان دار بھی ہو۔ [139]

آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو تجارت کی پیشکش

حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اپنے اچھے اخلاق و کردار کی بنا پر صادق اور امین کہہ کر پُکارے جاتے تھے۔ حضرت سیّدتنا خدیجہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡھَا تک بھی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی پرہیز گاری کی شہرت پہنچ چکی تھی، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡھَا نے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو پیشکش کی کہ اگر آپ میرا مالِ تجارت ملک شام لے جا کر فروخت کریں تو میں دوسرے لوگوں کے مقابلے میں آپ کو دوگنا معاوضہ دوں گی۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اس پیشکش کو قبول فرمالیا اور ملکِ شام کے تجارتی سفر کی تیاری فرمائی۔ حضرت سیّدتنا خدیجہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡھَا نے اپنے غلام میسرہ کو حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ روانہ کر دیا اور تاکید کی کہ کسی بات میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نافرمانی نہ کرے۔ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تجارتی قافلے کے ساتھ ملکِ شام کی طرف روانہ ہو گئے اور سیّدتنا خدیجۃُ الکبریٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡھَا کے غلام میسرہ کی ہمراہی میں یہ سارا مال تجارت اچھے داموں فروخت کر دیا اور واپسی کے لیے خریداری بھی فرمائی۔

حضرت سیّدتُنا خدیجہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡھَا کے مزار مبارک کی یادگار تصویر

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے پیارے محبوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے صدقے اس تجارت میں اس قدر برکت اور نفع عطا فرمایا کہ پہلے کبھی اتنا نفع کبھی نہیں ہوا تھا۔ خرید و فروخت کے بعد قافلے والوں نے واپسی کے لیے سفر شروع کیا۔ راستے میں میسرہ نے دیکھا کہ جب دوپہر ہوتی اور گرمی شدید ہو جاتی تو دو فرشتے سُورج سے بچاؤ کے لیے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر سایہ فگن ہو جاتے، وہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے رُوبرو ایسے ہوتے گویا آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے غلام ہیں۔

جب حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مکّہ معظّمہ میں داخل ہوئے اس وقت حضرت سیّدتنا خدیجہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا اپنے مکان کے بالا خانے میں تھیں، حضرت سیّدتنا خدیجہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو مکّہ میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اپنے اُونٹ پر سوار تھے اور دو فرشتے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر سایہ کیے ہوئے تھے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت سیّدتنا خدیجہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا کو تجارت میں ہونے والے نفع کے بارے میں بتایا اور جب حضرت سیّدتنا خدیجہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا نے تجارت میں پچھلے برسوں کی بہ نسبت زیادہ نفع دیکھا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں طے شدہ مقدار سے بھی دوگنا مال پیش کیا۔ [140] اُس کے بعد میسرہ نے بھی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا کو اپنے مُشاہدات بتائے۔

نکاح کا پیغام

اس واقعے کے بعد حضرت سیّدتنا خدیجۃُ الکبریٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں نکاح کی درخواست پیش کی۔ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے چچا ابوطالب اور خاندان کے بڑوں کی مشاورت سے اُن کی درخواست کو قبول فرمالیا، یہ نکاح حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے سفرِ شام سے واپسی کے دو ماہ پچیس دن بعد ہوا اور حضرت سیّدتنا خدیجہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا کو اُمّ المؤمنین یعنی تمام مؤمنین کی ماں ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ [141] نکاح کے وقت حضرت سیّدتنا خدیجہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا کی عمر چالیس برس اور آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی عمر شریف پچیس برس کی تھی۔ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے دو فرزند حضرت سیّدنا قاسم اور حضرت سیّدنا عبد اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا اور چاروں شہزادیاں سیّدہ زینب، سیّدہ رقیہ، سیّدتنا اُمّ کلثوم اور سیّدتنا فاطمہ زہرا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ، سیّدتنا خدیجۃ الکبریٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا کے یہاں پیدا ہوئے جب کہ ایک شہزادے حضرت سیّدنا ابراہیم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ، حضرت سیّدتنا ماریہ قبطیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے پیدا ہوئے۔

چالیس سال کی عمر میں حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ غارِ حرا میں عبادت میں مصروف تھے کہ حضرت جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام پہلی وحی لے کر حاضر ہوئے۔ حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نزولِ وحی کے بعد واپس گھر تشریف لائے اور حضرت سیّدتنا خدیجۃُ الکبریٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا کو سارا واقعہ سُنایا۔ حضرت سیّدتنا خدیجہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا آپ کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو تورات اور انجیل کے ماہر عالم تھے۔ اُنھوں نے سارا واقعہ سُن کر کہا کہ "یہ تو وہی فرشتہ ہے جس کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیّدنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے پاس بھیجا تھا"۔ یعنی آپ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی ہیں۔ [142] اس واقعے کے بعد حضرت سیّدتنا خدیجہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا نے ہی عورتوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور پھر جب تک زندہ رہیں دینِ اسلام کی اشاعت میں پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ جانی اور مالی تعاون

کرتی رہیں۔ حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! خدیجہ سے بہتر مجھے کوئی زوجہ نہیں ملی۔ جب سب لوگوں نے میرا انکار کیا اُس وقت وہ مجھ پر ایمان لائیں اور جب سب لوگ مجھے جُھٹلا رہے تھے اُس وقت اُنھوں نے میری تصدیق کی اور جس وقت کوئی شخص مجھے کوئی چیز دینے کے لیے تیار نہ تھا اُس وقت خدیجہ نے مجھے اپنا سارا سامان دے دیا اور ان ہی کے شکم سے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اولاد عطا فرمائی"۔

وصال

اعلانِ نبوّت کے دسویں سال ابو طالب کی وفات کے چند روز بعد حضرت سیّدتنا خدیجہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہَا اس دُنیا سے رخصت ہو گئیں۔ وصال کے وقت آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہَا کی عمر 65 سال تھی، مکّۂ مکرّمہ کے قبرستان جنّتُ الْمَعْلٰی میں خود حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہَا کو سپردِ خاک فرمایا۔ ابو طالب اور حضرت سیّدتنا خدیجہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہَا کی وفات سے آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو بہت زیادہ صدمہ ہوا۔ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اُس سال کا نام عَامُ الحُزن یعنی غم کا سال رکھا۔

یاد رکھنے کی باتیں

- حضرت سیّدتنا خدیجہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہَا کی کنیت "اُمِّ قاسم" اور "اُمِّ ہند" ہے۔
- حضرت سیّدتنا خدیجہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہَا بلند حوصلہ و ہمت رکھنے والی خاتون تھیں۔
- حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! مجھے خدیجہ سے بہتر کوئی زوجہ نہیں ملی۔"
- اعلانِ نُبوّت کے دسویں سال حضرت سیّدتنا خدیجہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہَا اس دُنیا سے رُخصت ہو گئیں۔
- حضور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے دو شہزادے اور چاروں شہزادیاں سیّدتنا خدیجۃُ الکبریٰ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہَا کے بطنِ اقدس سے پیدا ہوئیں۔

رہنمائے اساتذہ

۱. طلبہ / طالبات کو اس سبق کے ذریعے حضرت سیّدتنا خدیجہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہَا کی سیرت سے رُوشناس کروائیے۔ اس کے لیے مکتبۃ المدینہ کے رسالے فیضانِ خدیجۃ الکبریٰ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہَا سے مدد لیجیے۔
۲. طلبہ / طالبات کو آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہَا کی سیرت کے مختلف پہلوؤں سے رہنمائی حاصل کرنے کا ذہن دیجیے۔

حضرت سیّدتُنا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے القابات "الکبریٰ، طاہرہ، سیدۃ قُریش، صدیقہ" ہیں۔ [143]

مدنی پھول

حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "جنّتی عورتوں میں سب سے افضل حضرت سیّدتُنا خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت سیّدتُنا فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت سیّدتُنا مریم بنت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت سیّدتُنا آسیہ بنت مزاحم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں"۔ (مسند احمد) [144]

سوال نمبر ۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ سبق کی مدد سے حضرت سیّدتنا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سیرت کی چند خُصوصیات بیان کیجیے۔

ب۔ سفر تجارت سے واپسی پر حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مکّے میں داخل ہوئے تو حضرت سیّدتنا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کیا دیکھا؟

ج۔ حضرت سیّدتنا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دینِ اسلام کی کس طرح خدمت کی؟

د۔ اعلانِ نبوّت کے دسویں سال کو عامُ الحُزن کیوں کہا جاتا ہے؟

سوال نمبر ۲: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ حضرت سیّدتنا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ____________ کی ایک عقل مند خاتون تھیں۔

ب۔ حضرت سیّدتنا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے نکاح کے وقت عُمرِ مُبارک ____________ برس تھی۔

ج۔ حضرت سیّدتنا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ____________ میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔

د۔ حضرت سیّدتنا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ____________ سے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو سخت صدمہ پہنچا۔

ہ۔ حضرت سیّدتنا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبرِ مُبارک مکّہ مکرّمہ کے قبرستان ____________ میں ہے۔

حضرت سیّدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ

تدریسی مقاصد:
- طلبہ / طالبات کے سامنے حضرت سیّدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کا مختصر تعارف واجمالی سیرت پیش کرنا۔
- طلبہ / طالبات کو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی بہادری اور جنگی کارناموں سے متعلق آگاہ کرنا۔

حضرت سیّدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے جلیلُ القدر صحابی ہیں۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ ایک عظیم سپہ سالار کے طور پر بھی یاد کیے جاتے ہیں۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی کُنیت ابو سلیمان اور لقب "سَیۡفُ اللّٰہ" یعنی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی تلوار ہے۔ [145]

حضرت سیّدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ بڑے محنتی، جفاکش اور بہادر انسان تھے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کو بچپن ہی سے فوجی قوانین اور جنگی طریقے سیکھنے کا بہت شوق تھا۔ جب ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اسلام کی دعوت کا آغاز فرمایا تو اس وقت خالد بن ولید اُن لوگوں میں شامل تھے جنھوں نے اسلام کی شدید مخالفت کی، صُلحِ حُدیبیہ تک کفّارِ مکّہ نے اہلِ اسلام کے خلاف جتنی بھی جنگیں لڑیں اُن سب جنگوں میں شریک تھے۔ [146]

قبول اسلام

جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ صُلحِ حُدیبیہ کے اگلے سال عمرہ کرنے تشریف لائے تو اس وقت آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت سیّدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کے بارے میں پُوچھا کہ "وہ کہاں ہیں؟" پھر فرمایا: "خالد جیسا آدمی اب تک اسلام سے ناواقف ہے۔" اگر وہ اپنی ساری قُوّت کافروں کے بجائے مُسلمانوں کے ساتھ صَرف کرتا تو یہ اس کے لیے زیادہ بہتر تھا اور ہم اسے دوسروں سے آگے رکھتے۔ آپ کے بھائی حضرت سیّدنا ولید بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے آپ تک یہ بات پُہنچائی تو آپ کو سُن کر بہت خوشی ہوئی کہ حُضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے آپ کے بارے میں پُوچھا ہے۔ چُنانچہ آپ کے دل میں اسلام کی رغبت بڑھنے لگی۔ آخرکار آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ ماہِ صفر سن 8 ہجری میں مدینہ طیبہ تشریف لاکر دولتِ اسلام سے مالامال ہوگئے۔ [147]

حضرت سیّدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کے مزار مبارک کی یادگار تصویر

اسلام قُبول کرنے کے بعد حضرت سیّدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ تن، من، دھن کے ساتھ اِسلام کی سربُلندی کے لیے مصروف ہوگئے، کوئی ایسا موقع نہ تھا کہ جس میں حضرت سیّدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے قُربانیاں پیش نہ کی ہوں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے سب سے پہلے مُسلمانوں کے ساتھ جنگِ موتہ میں شرکت فرمائی۔ اس جنگ میں مُسلمان مجاہدین کی تعداد صرف تین ہزار (3000) جب کہ رومی فوجیوں کی تعداد ایک لاکھ (1,00,000) تھی۔ نبیٔ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے لشکرِ اسلام روانہ کرتے وقت اولاً حضرت سیّدنا زید بن حارثہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو سپہ سالار مقرر کیا اور فرمایا، اُن کی شہادت کے بعد حضرت سیّدنا جعفر طیّار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اور اُنھیں بھی شہید کر دیا جائے تو حضرت سیّدنا عبد اللہ بن رواحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو سپہ سالار نامزد فرمایا۔ اتنی بڑی فوج کے سامنے مُسلمانوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر تھی لیکن مسلمان مُجاہدین بڑی ہمّت اور بہادری سے کُفّار کا مُقابلہ کرتے رہے۔

بے مثال بہادُری

ایک طرف موتہ کے میدان میں مُسلمانوں اور رومیوں کے درمیان جنگ جاری تھی اور دُوسری طرف سینکڑوں میل دُور مسجدِ نبوی شریف میں پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ منبر پر تشریف فرما ہو کر صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے سامنے میدانِ جنگ کا منظر بیان فرما رہے تھے، چنانچہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”زید بن حارثہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) شہید ہوگئے، اس وقت جھنڈا جعفر طیّار (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کے پاس ہے، وہ بھی شہید ہوگئے، پھر عبد اللہ بن رواحہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) علَم بردار بنے اور وہ بھی شہید ہوگئے۔ یہاں تک کہ جھنڈے کو خدا کی تلواروں میں سے ایک تلوار (خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) نے اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو یہ خبریں سنا رہے تھے اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ حضرت سیّدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جھنڈا ہاتھ میں لیتے ہی اپنی بہترین حکمتِ عملی سے جنگ کا نقشہ بدل دیا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بڑی بہادری سے لڑے اور کئی کافروں کو واصِلِ جہنّم کیا۔ اس جنگ میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دستِ مُبارک سے 9 تلواریں ٹوٹیں۔ آخر کار مٹھی بھر مُسلمان کُفّار کے لشکرِ جرّار پر غالب آگئے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مُسلمانوں کو عظیم الشان فتح عطا فرمائی۔ اسی موقع پر حضرت سیّدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ سے ”سَیْفُ اللہ“ کا لقب ملا۔ [148]

عزیز طلبہ! اس واقعہ سے جہاں حضرت سیّدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ہمّت اور بہادری اور بہترین جنگی قیادت کا پتا چلتا ہے، وہیں ہمیں یہ بھی پتا چلتا ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو علمِ غیب عطا فرمایا ہے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سینکڑوں میل دُور مسجدِ نبوی شریف میں تشریف فرما ہو کر میدانِ جنگ کا منظر دیکھ بھی رہے تھے اور صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے سامنے بیان بھی فرما رہے تھے۔

عشقِ رسول

حضرت سیّدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ زبردست عاشقِ رسول تھے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے نسبت رکھنے والی ہر چیز سے بے پناہ محبّت رکھتے تھے اور اُس چیز کو باعثِ برکت سمجھتے تھے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس ایک ٹوپی تھی جسے ہر جنگ میں اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جتنی بھی جنگوں میں حصّہ لیا کسی جنگ میں بھی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو شکست نہیں ہوئی۔ ایک مرتبہ جنگ یرموک کے دوران آپ کی ٹوپی گر گئی، آپ دُشمن سے لڑائی چھوڑ کر اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر ٹوپی کی تلاش میں لگ گئے۔ جنگ کے بعد آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے کسی نے پُوچھا کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ شدید لڑائی چھوڑ کر ٹوپی کیوں تلاش کر رہے تھے؟ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کوئی معمولی ٹوپی نہیں ہے میں نے اس ٹوپی میں حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے مُبارک بال رکھے ہوئے ہیں اور حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے مُجھ سے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ اے خالد (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ)! جب تک یہ بال تُمھارے پاس رہیں گے ان کے وسیلے سے تُمھاری مدد کی جاتی رہے گی۔ پس بال مُبارک کی برکت اور وسیلہ سے اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیشہ مجھے فتح عطا فرماتا ہے۔ [149]

وصالِ مُبارک

حضرت سیّدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ساری زندگی راہِ خُدا عَزَّوَجَلَّ میں جہاد کرتے ہوئے گزری، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی تمنّا تھی کہ مجھے جہاد کرتے ہوئے شہادت نصیب ہو لیکن جس کو رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تلوار کا لقب عطا فرمایا ہو بھلا اُسے دُشمن کی تلوار کیسے نُقصان پہنچا سکتی ہے۔ سن 21 ہجری میں شام کے شہر حمص میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا انتقال ہوا اور حمص ہی میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا مزارِ پُر انوار رحمتوں اور برکتوں کا مرکز ہے۔ [150]

کیا آپ جانتے ہیں؟

حضرت خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی والدہ حضرت بی بی لبابہ صغریٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا امّ المؤمنین حضرت سیّدتنا میمونہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی بہن تھیں۔ [151]

رہنمائے اساتذہ

۱. طلبہ / طالبات کو اس سبق کے ذریعے حضرت سیّدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی سیرت کے مختلف گوشوں سے آگاہی فراہم کیجیے۔
۲. طلبہ / طالبات کو اس سبق کے ذریعے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شجاعت و بہادری کے واقعات بتا کر دین کی خاطر جانی و مالی قُربانی پیش کرنے کے لیے تیار رہنے کا ذہن دیجیے۔

یادرکھنے کی باتیں

- حضرت سیّدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جلیل القدر صحابی ہیں۔
- حضرت سیّدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی بے مثال بہادری پر حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو "سَیْفُ اللہ" کالقب عطا فرمایا۔
- اسلام قُبول کرنے کے بعد حضرت سیّدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ تن، من، دھن کے ساتھ اِسلام کی سر بُلندی کے لیے مصروف ہوگئے۔
- جنگ موتہ میں لشکر اسلام کے سپہ سالار حضرت سیّدنا زید بن حارثہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ، پھر حضرت سیّدنا جعفر طیار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور پھر حضرت سیّدنا عبد اللہ بن رواحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نامزد ہوئے۔
- تینوں نامزد سپہ سالاروں کی یکے بعد دیگرے شہادت کے بعد اسلام کا جھنڈا حضرت سیّدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے تھام لیا۔
- حضرت سیّدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے نسبت رکھنے والی ہر چیز سے بے پناہ محبّت رکھتے تھے۔
- حضرت سیّدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا وصال 21 سن ہجری میں شام کے شہر حمص میں ہوا۔

مدنی پھول

حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعض یادگاری تبرکات بھی تھے جن کو عاشقانِ رسول فرطِ عقیدت سے اپنے اپنے گھروں میں محفوظ کیے ہوئے تھے اوران کو اپنی جانوں سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ چنانچہ موئے مبارک، نعلین شریفین اور ایک لکڑی کا پیالہ جو چاندی کے تاروں سے جوڑا ہوا تھا، حضرت سیدنا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ان تینوں آثار متبرکہ کو اپنے گھر میں محفوظ کرر کھا تھا۔ (بخاری) [152]

مشق

سوال نمبر ا: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ حضرت سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالٰی عنہ کا تعارف پیش کیجیے۔

ب۔ حضرت سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کس طرح اسلام قبول کیا؟

ج۔ قبولِ اسلام کے بعد حضرت سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالٰی عنہ کی بہادری کا کوئی واقعہ تحریر کیجیے۔

د۔ جنگِ یرموک میں حضرت سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنی ٹوپی کیوں تلاش کر رہے تھے؟

ہ۔ حُضورِ اکرم صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم نے حضرت سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالٰی عنہ کو کب اور کون سا لقب عطا فرمایا؟

سوال نمبر ۲: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ جنگِ موتہ میں حضرت سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ______ تلواریں ٹوٹیں۔

ب۔ جنگِ موتہ میں تینوں سپہ سالاروں کی شہادت کے بعد پرچمِ اسلام حضرت سیّدنا ______ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے تھام لیا۔

ج۔ حضرت سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالٰی عنہ حضور صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم سے ______ رکھنے والی ہر چیز سے بے پناہ محبّت رکھتے تھے۔

د۔ حضرت سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مزار ______ کے شہر حمص میں ہے۔

سوچ کر بتائیے

کیا صحابۂ کرام علیہم الرّضوان حضور صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم کے تبرکات سے مدد اور برکت حاصل کیا کرتے تھے؟

حضرت سیّدنا طارق بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تدریسی مقاصد:
- طلبہ / طالبات کے سامنے حضرت سیّدنا طارق بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر تعارف واجمالی سیرت بیان کرنا۔
- طلبہ / طالبات کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہادری اور جنگی کارناموں سے آگاہی فراہم کرنا۔

حضرت سیّدنا طارق بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر تابعی ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 50 ہجری میں پیدا ہوئے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق قبیلۂ بربر سے تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شُمار دُنیا کے اُن عظیم سپہ سالاروں میں ہوتا ہے جنھوں نے مختصر سی فوج کے ساتھ کُفّار کے بہت بڑے لشکروں کو شکست دی تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاتح اسپین کے طور پر بھی یاد کیے جاتے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ولید بن عبد الملک کے گورنر مُوسیٰ بن نصیر کے نائب تھے۔ [153]

اُندلس (اسپین) کو روانگی

حضرت سیّدنا طارق بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچپن ہی سے بے حد ذہین تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تربیت بہترین سپہ سالار موسیٰ بن نصیر کی زیر نگرانی ہوئی تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خُداداد صلاحیتوں کی وجہ سے کم عمری ہی میں فوجی قوانین اور جنگی طریقے سیکھ لیے تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہادری اور جنگی تدبیروں میں مہارت کے چرچے قریہ قریہ، شہر شہر ہونے لگے تھے۔ اس زمانے میں یورپ کے ملک اسپین میں عیسائی بادشاہ کی حکومت تھی جس نے ظُلم وستم کی انتہا کر رکھی تھی۔ اسلامی سلطنت کو بھی کفّار کی جانب سے شدید خطرہ لاحق تھا اس لیے موسیٰ بن نصیر نے کفّار کو سبق سکھانے کا ارادہ کیا اور اُن کی فوجی طاقت کا اندازہ لگانے کے لیے طارق بن زیاد کو سات ہزار (7000) جاں نثاروں کے ساتھ اسپین کی طرف روانہ کیا۔ یہ اسلامی لشکر 5 رجب 92 ہجری کو اُندلس (اسپین) میں ایک پہاڑی کے قریب اُترا جو بعد میں جبل طارق کے نام سے مشہور ہوئی۔ ابتداء میں حضرت سیّدنا طارق بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آس پاس کے شہروں

اور قصبوں کو فتح کرلیا، اُنھیں یہاں سے مالِ غنیمت کے طور پر بہت سارا جنگی سامان حاصل ہوا، اُن علاقوں کے گورنر تدمیر نے اپنے بادشاہ راڈرک کو اس کی اطلاع دی۔ اطلاع پہنچتے ہی راڈرک ایک لاکھ (100000) فوج کا لشکر جرّار لیکر مُسلمانوں سے مقابلے کے لیے آگیا۔ اسی دوران موسیٰ بن نصیر نے مزید پانچ ہزار (5000) فوج روانہ کر دی اور یوں مُسلمانوں کی تعداد بارہ ہزار (12000) ہوگئی۔

جنگی حکمتِ عملی اور فتح

حضرت سیّدنا طارق بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لڑائی شروع ہونے سے پہلے اُن تمام کشتیوں کو جلانے کا حُکم دے دیا جن کے ذریعے وہ یہاں پہنچے تھے پھر اپنی فوج کے سامنے ایک تاریخی خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: "مُسلمانو! یاد رکھو کہ اب تُمھارے لیے واپسی کا کوئی راستہ نہیں ہے، دشمن تُمھارے آگے ہے اور سُمندر تُمھارے پیچھے۔ تُمھارے لیے صرف دو ہی راستے ہیں۔ موت یا فتح۔ تم اپنی جانوں پر کھیل جاؤ تاکہ کامیابی تُمھارے قدم چوم لے۔" اُنھوں نے اپنی فوج کو حوصلہ دیتے ہوئے فرمایا: "تم اس علاقے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دین کی سربُلندی کے لیے آئے ہو۔ تم جو عزم کروگے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس میں تُمھاری مدد کرے گا اور تُمھارا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔" [154] آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خطبے نے مُسلمانوں کے دلوں میں شوقِ شہادت بڑھادیا اور اُن میں جوش اور ولولے کی ایک نئی رُوح پُھونک دی۔ دونوں لشکروں میں مقابلہ ہوا، آٹھ دن تک شدید جنگ جاری رہی۔ آخر کار آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہترین حکمتِ عملی اور جنگی منصوبہ بندی کی وجہ سے مٹھی بھر مُسلمان کُفّار کے لشکرِ جرّار پر غالب آگئے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مُسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔ اسپین کی تاریخی فتح کے بعد مُسلمان آٹھ سو (800) سال تک اُندلس (اسپین) پر حکمرانی کرتے رہے۔ اسپین کی فتح نے یورپ کی معاشرتی زندگی پر زبردست اثر ڈالا۔ عیسائیوں نے مُسلمانوں سے رواداری اور فراخ دلی سیکھ لی۔ مُسلمانوں کے حُسنِ انتظام سے علاقے کے لوگوں کی حالت بہتر ہوگئی۔ وہ مُسلمانوں کے زیرِ سایہ پُرامن اور خوش حال زندگی بسر کرنے لگے۔

وصال

حضرت سیّدنا طارق بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ 95 ہجری میں دمشق واپس آگئے اور وہیں سن 102 ہجری میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا۔ [155]

رہنمائے اساتذہ

۱. طلبہ / طالبات کو اس سبق کے ذریعے حضرت سیّدنا طارق بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت کے مختلف گوشوں سے آگاہی فراہم کیجیے۔
۲. طلبہ / طالبات کو سبق کے ذریعے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت و بہادری کے واقعات بتاکر دین کی خاطر جانی و مالی قُربانی پیش کرنے کے لیے تیار رہنے کا ذہن دیجیے۔

- حضرت سیّدنا طارق بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر تابعی ہیں۔
- حضرت سیّدنا طارق بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شُمار دُنیا کے عظیم سپہ سالاروں میں ہوتا ہے۔
- آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاتح اسپین کے طور پر بھی یاد کیے جاتے ہیں۔
- آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی فوج کو حوصلہ دیتے ہوئے فرمایا تھا: "مسلمانو! تم اللہ عزّوجلّ کے دین کی سربُلندی کے لیے جو عزم کرو گے اللہ عزّوجلّ اس میں تمھاری مدد کرے گا اور تمھارا نام ہمیشہ زندہ رہے گا"۔
- حضرت سیّدنا طارق بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال سن 102 ہجری میں دمشق میں ہوا۔

سوال نمبر ۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ حضرت سیّدنا طارق بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کے ابتدائی حالات بیان کیجیے۔

ب۔ مُسلمانوں کی طرف سے اسپین پر حملہ کرنے کی وجہ کیا تھی؟

ج۔ حضرت سیّدنا طارق بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ لڑنے سے قبل کیا حکمت عملی اختیار کی؟

د۔ اسپین کی فتح نے یورپ کی معاشرتی زندگی پر کیا اثر ڈالا؟

سوال نمبر ۲: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ حضرت سیّدنا طارق بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ____________ میں پیدا ہوئے۔

ب۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق ____________ سے تھا۔

ج۔ حضرت سیّدنا طارق بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تربیت ____________ کی زیرِ نگرانی ہوئی تھی۔

د۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہترین حکمت عملی اور ____________ کی وجہ سے مٹھی بھر مُسلمان کُفّار کے لشکر جرّار پر غالب آ گئے۔

ہ۔ اسپین کی تاریخی فتح کے بعد مُسلمان ____________ تک اُندلس پر حکمرانی کرتے رہے۔

حوالہ جات

1. جنّتی زیور، صفحہ 602۔
2. جنّتی زیور، صفحہ 602۔
3. جنّتی زیور، صفحہ 603۔
4. (صراط الجنان پارہ 30، سورۂ لہب، جلد 10 صفحہ 858)۔
5. بخاری، رقم 128، جلد 1، صفحہ 67، جنّت میں لے جانے والے اعمال، صفحہ 427 ملخصاً۔
6. کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، صفحہ 44۔
7. اسلامی تعلیم، صفحہ 171۔
8. اسلامی تعلیم، صفحہ 171۔
9. جہنّم میں لے جانے والے اعمال صفحہ 103، المعجم الکبیر، الحدیث 101، جلد 17، صفحہ 48۔
10. الوظیفۃ الکریمہ صفحہ 17۔
11. تفسیر نعیمی، جلد 2، صفحہ 97۔
12. کتاب العقائد، صفحہ 27۔
13. ہمارا اسلام، صفحہ 253۔
14. بہارِ شریعت، جلد 1، صفحہ 116-117 ملتقطاً۔
15. ہمارا اسلام، صفحہ 254۔
16. بہارِ شریعت، جلد 1، صفحہ 120 تا 122 ملخصاً۔
17. بہارِ شریعت، جلد 1، صفحہ 122 ملخصاً۔
18. بہارِ شریعت، جلد 1، صفحہ 122، 123۔
19. بہارِ شریعت، جلد 1، صفحہ 124، ہمارا اسلام، صفحہ 257۔
20. بہارِ شریعت، جلد 1، صفحہ 124 و 125۔
21. بہارِ شریعت، جلد 1، صفحہ 126 و ہمارا اسلام، صفحہ 261 ملتقطاً۔
22. بہارِ شریعت، جلد 1، صفحہ 126، ہمارا اسلام، صفحہ 262۔
23. بہارِ شریعت، جلد 1، صفحہ 126۔
24. بہارِ شریعت، جلد 1، صفحہ 127۔
25. عجائب القرآن، صفحہ 76 ملخصاً۔
26. مسلم، جلد، صفحہ 555، رقم: 809۔
27. سنن ابو داؤد، جلد 2، صفحہ 90، رقم: 1542۔
28. بہارِ شریعت، جلد 1، صفحہ 463، درمختار، جلد 1، صفحہ 383۔
29. مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 500، رقم: 6202۔
30. فیضان اذان، صفحہ 2 معجم الکبیر جلد 12، صفحہ 322 حدیث 13554۔
31. جنّت میں لے جانے والے اعمال صفحہ 63 طبرانی کبیر، رقم 498، جلد 20، صفحہ 215۔
32. مرآۃ المناجیح، جلد 1، صفحہ 602۔
33. سیرتِ مصطفیٰ، صفحہ 184 ملتقطاً الزرقانی، جلد 2، صفحہ 194-197 ملخصاً۔
34. بہارِ شریعت، جلد 1، صفحہ 467۔
35. بہارِ شریعت، جلد 1، صفحہ 464۔
36. ردالمحتار، جلد 2، صفحہ 84۔
37. ردالمحتار، جلد 2، صفحہ 83۔
38. بہارِ شریعت، جلد 1، صفحہ 474 و ردالمحتار، جلد 2، صفحہ 84۔
39. بہارِ شریعت، جلد 1، صفحہ 466، ردالمحتار، جلد 2، صفحہ 62۔
40. ہمارا اسلام، صفحہ 29۔
41. بہارِ شریعت، جلد 1، صفحہ 464۔
42. فتاویٰ رضویہ جلد 5 صفحہ 375، تحفۃ المحتاج، جلد 1 صفحہ 209۔
43. منتخب حدیثیں، صفحہ 61۔
44. کنز العمال، کتاب الصلاۃ، باب فی فضائل الصلاۃ، الحدیث 18885، جلد 7، صفحہ 115۔
45. المسند للامام احمد بن حنبل، مسند جابر بن عبداللہ، الحدیث 14668، جلد 5، صفحہ 103۔
46. مرآۃ المناجیح جلد 2 صفحہ 82۔
47. مسند احمد، جلد 8، صفحہ 133۔
48. بخاری، جلد 1، صفحہ 196۔
49. تفسیر صراط الجنان، جلد 6، صفحہ 131، 132۔
50. کتابُ الکبائر صفحہ 19۔
51. مسند احمد، جلد 2، صفحہ 574۔
52. کتاب الکبائر، صفحہ 21، جہنّم میں لے جانے والے اعمال، جلد 1، صفحہ 435۔
53. کنز العمال، جلد 7، صفحہ 132، رقم: 19086۔
54. سنن ابن ماجہ، رقم: 277، جلد 1، صفحہ 178 ملخصاً۔
55. نماز کے احکام، فیضان جُمعہ، صفحہ 13، سنن ابن ماجہ، جلد 1، صفحہ 344 ملخصاً۔
56. نماز کے احکام، فیضان جُمعہ، صفحہ 14، صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 281۔
57. جنّت میں لے جانے والے اعمال، صفحہ 166، ابن خزیمہ، جلد 3، صفحہ 152۔
58. جنّت میں لے جانے والے اعمال، صفحہ 166، مسند احمد، جلد 2، صفحہ 660۔

59. جنّت میں لے جانے والے اعمال، صفحہ167، بخاری شریف، جلد2، صفحہ12 ملخصاً۔
60. معجم الکبیر، جلد8، صفحہ 283، رقم:8085۔
61. بہارِ شریعت، جلد1، صفحہ762۔
62. بہارِ شریعت، جلد1، صفحہ770 تا772۔
63. خزائن العرفان، صفحہ1025۔
64. صحیح مسلم، حدیث652، صفحہ327۔
65. جامع صغیر، جلد1، صفحہ210۔
66. جنّت میں لے جانے والے اعمال، صفحہ499، سنن الکبریٰ للبیہقی، جلد3، صفحہ354۔
67. سیرتِ مصطفیٰ، صفحہ346 تا360 ملتقطاً۔
68. صحیح بخاری جلد1، صفحہ 1022 حدیث 4152 مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت۔
69. سیرتِ مصطفیٰ، صفحہ365 تا369، بخاری، جلد1، صفحہ11، حدیث7۔
70. سیرتِ مصطفیٰ، صفحہ369 ملخصاً۔
71. سیرتِ مصطفیٰ، صفحہ370۔
72. ایضاً صفحہ371 بتغیر قلیل۔
73. ایضاً صفحہ 372۔
74. مرآۃ المناجیح جلد دوم صفحہ 204۔
75. سیرتِ مصطفیٰ، صفحہ383، صحیح بخاری، کتاب المغازی، حدیث 4197، جلد3، صفحہ81۔
76. سیرتِ مصطفیٰ، شرح الزرقانی، جلد3، صفحہ267 ملتقطاً۔
77. سیرتِ مصطفیٰ، صفحہ 380 تا393، ملخصاً۔
78. سیرتِ مصطفیٰ، صفحہ 392 ملتقطاً۔
79. (سنن ابن ماجہ، جزء2، صفحہ نمبر1035)۔
80. (زرقانی جلد2 صفحہ289)۔
81. (معجم صغیر، جلد2، صفحہ167، رقم:968)۔
82. (زرقانی جلد2 صفحہ289، سیرتِ مصطفیٰ، 421-426)۔
83. (ضیاء النبی، جلد4، صفحہ438 ملخصاً)۔
84. (سیرتِ مصطفیٰ، 432 و شرح الزرقانی، جلد3، صفحہ415۔416 ملتقطاً)۔
85. (ضیاء النبی، جلد4، صفحہ 441، سیرتِ مصطفیٰ، صفحہ 430 ملتقطاً)۔
86. (ضیاء النبی، جلد4، صفحہ443، سیرتِ مصطفیٰ، صفحہ 435 ملتقطاً)۔
87. (زرقانی جلد2 صفحہ 328، سیرتِ مصطفیٰ، صفحہ 438، تا441 ملتقطاً)۔
88. (سیرتِ مصطفیٰ، صفحہ 438-441)۔
89. (سُبل الھدیٰ، جلد5، صفحہ 244)۔
90. مرآۃ المناجیح جلد3، صفحہ85 ماخوذاً۔
91. مشکوۃ، جلد1، صفحہ358 ملخصاً۔
92. جنّت میں لے جانے والے اعمال، صفحہ210، مجمع الزوائد، جلد3، صفحہ288۔
93. ماخوذ الشفاء، سیرتِ مصطفیٰ، صفحہ623۔
94. صحیح بخاری، صفحہ253، حدیث1902 مکتبۃ الرشد۔
95. صحیح بخاری، کتاب الاستئذان، باب من اجاب بلبیك وسعدیك، صفحہ872، حدیث6268 مختصراً، مکتبۃ الرشد۔
96. التعریفات للجرجانی موضحاً۔
97. اِتحافُ السادۃ المتقین، جلد4 صفحہ201 دار القیم - دار ابن عفان، الطبعۃ: الأولی 1424ھ - 2003۔
98. تفسیر ابن کثیر، سورۃ الحشر، تحت الآیۃ9، جلد8، صفحہ100 و اخلاق الصالحین، صفحہ38 سے ماخوذ۔
99. سیرتِ رسول عربی، صفحہ346 صحیح بخاری، حدیث6034، جلد4، صفحہ109۔
100. بہارِ شریعت، جلد1، صفحہ948، ترمذی، جلد3، صفحہ388، رقم1968 ملخصاً۔
101. ترمذی جز4 صفحہ366 حدیث2010 مکتبہ مطبعۃ مصطفیٰ البانی الحلبی مصر۔
102. سنن ابوداؤد شریف، باب مایؤمر بہ من القصد فی الصلاۃ صفحہ258، حدیث1369، دار الفکر بیروت، لبنان۔
103. باطنی بیماریوں کی معلومات، صفحہ301، 129۔
104. شعب الایمان جز8 صفحہ503 حدیث6148 مکتبۃ الرشد۔
105. بہارِ شریعت، جلد3، صفحہ400، بخاری، جلد4، صفحہ45۔
106. روح المعانی، جلد8، صفحہ110، تفسیر نعیمی، جلد8، صفحہ390۔
107. اتحاف السادۃ المتقین، جلد10، صفحہ253۔
108. (بخاری، کتاب الطلاق، باب اللعان، 3/497، الحدیث:5304)۔
109. معجم اوسط، جلد8، صفحہ346 ملخصاً۔
110. سنن ابن ماجہ، بہارِ شریعت، جلد3، صفحہ563۔
111. جنتی زیور، صفحہ40، 39، ملتقطاً۔
112. سایہ عرش کس کس کو ملے گا، صفحہ38 معجم اوسط، جلد6، صفحہ429۔
113. المصنف للامام عبدالرزاق، الحدیث6073، جلد3، صفحہ496۔
114. ابن ماجہ، جلد1، صفحہ88، رقم:242۔
115. مجمع الزوائد، جلد3، صفحہ114۔
116. مرآۃ المناجیح، جلد6، صفحہ781، مشکاۃ المصابیح، جلد3، صفحہ1384، رقم: 4951۔
117. مسند امام احمد، جلد8، صفحہ272، حدیث22215۔
118. سیرتِ مصطفیٰ، صفحہ 185-187۔

119 سیرتِ مصطفیٰ، صفحہ 188۔

120 مسند امام احمد، جلد 9، صفحہ 127، رقم: 23548۔

121 صراط الجنان، جلد 2، صفحہ 56، مستدرک، کتاب التفسیر الحدیث 3215۔

122 بخاری، جلد 2، صفحہ 489 ملخصاً۔

123 بخاری، جلد 2، صفحہ 359 ملخصاً و الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، جلد 1، صفحہ 108۔

124 صراط الجنان، جلد 2، صفحہ 56، ابن عساکر، جلد 41، صفحہ 387۔

125 جامع الاحادیث جز 19 صفحہ 403۔

126 مرآۃ المناجیح، جلد 6، صفحہ 329۔

127 مسند البزار، جلد 9، صفحہ 315، الحدیث 3863۔

128 مکاشفۃ القلوب، صفحہ 127۔

129 بخاری، جلد 8، صفحہ 11، ملخصاً۔

130 کشف الخفاء، الحدیث 1641، جلد 2، صفحہ 33۔

131 مرآۃ المناجیح، جلد 6، صفحہ 91 موضحاً۔

132 بہارِ شریعت، جلد 3، صفحہ 394 وغیرہ۔

133 ابن ماجہ، جلد 4، صفحہ 52۔

134 صحیح مسلم صفحہ 136 حدیث 2055۔

135 ملخص نیک بننے اور بنانے کے طریقے صفحہ 669، کنز العمال، حدیث 25972، جلد 9، صفحہ 119۔

136 فیضان خدیجۃ الکبریٰ الطبقات الکبریٰ صفحہ 34۔

137 فیضان خدیجۃ الکبریٰ صفحہ 36۔

138 فیضان خدیجۃ الکبریٰ صفحہ 4۔

139 فیضان خدیجۃ الکبریٰ صفحہ 4۔

140 فیضان خدیجۃ الکبریٰ صفحہ 13، 14 ملتقطاً۔

141 فیضان خدیجۃ الکبریٰ صفحہ 18۔

142 ملخص سیرتِ مصطفیٰ، صفحہ 109 و سیرتِ رسول عربی، صفحہ 81 ملخصاً۔

143 فیضان خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا صفحہ 36۔

144 مسند امام احمد بن حنبل، جلد 1، صفحہ 678، رقم: 2903۔

145 مرآۃ المناجیح، جلد 8 صفحہ 554، تاریخ الکبیر، جلد 3، صفحہ 136 و معارف اردو دائرہ اسلامیہ، صفحہ 826، المدینہ لائبریری۔

146 الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، جلد 2، صفحہ 215 ملخصاً۔

147 خصائص الکبریٰ، جلد 1، صفحہ 417 تا 418 ملخصاً۔

148 از سیرتِ مصطفیٰ، صفحہ 405، 406 ملخصاً۔

149 عمامہ کے فضائل، صفحہ نمبر 467، 466، 465 فتوح الشام ملخصاً۔

150 مرآۃ المناجیح، جلد ہشتم، صفحہ نمبر 554۔

151 کرامات صحابہ صفحہ 155۔

152 بخاری، الحدیث: 3107، 3109، جلد 2، صفحہ 343، 344 ملخصاً و فتح الباری، جلد 6، صفحہ 174، 173 ملتقطاً۔

153 از الاعلام زرکلی، جز نمبر 3، صفحہ نمبر 217، مکتبہ شاملہ ملخصاً۔

154 سراج الملوک، جلد 1، صفحہ 178، الاعلام زرکلی، جلد 3، صفحہ 217 بتغیر قلیل۔

155 از وفیات الاعیان، جلد 5، صفحہ 321 و 322، الاعلام زرکلی، جلد 3، صفحہ 217 ملخصاً۔

دارالمدینہ

ہر ذی شعور تعلیم کی اہمیت سے بخوبی واقف ہے۔ تعلیم نہ صرف معاشرتی، معاشی اور اخلاقی بلکہ انسانی زندگی کے ہر پہلو سے متعلق فرد و معاشرے کو مسائلِ دُنیا سے نمٹنے کا سلیقہ عطا کرتی ہے۔ منظم و مہذب معاشرے ہمیشہ مربوط و بامعنی تعلیم کو حقیقی ترقی کی جانب اولین قدم قرار دیتے ہیں۔ اسی تناظر میں تعلیمی اداروں سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ مادّی ترقی کے میدان میں ایسے افراد تیار کریں جو بااخلاق ہونے کے ساتھ ساتھ قابلِ قدر کارکردگی کے حامل اور قابلِ رشک کردار کے مالک بھی ہوں۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! تبلیغِ قرآن و سُنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** نے جہاں کروڑوں عاشقانِ رسُول کو تعلیم و تربیت کا ایک پاکیزہ مدنی ماحول فراہم کر کے آقا صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیاری پیاری سُنّتوں سے ان کا رشتہ مضبوط کیا، وہیں اُمّتِ مُصطفٰے کے نونہالوں کو بھی سُنّتوں کے سانچے میں ڈھالتے ہوئے انھیں معیاری تعلیم سے آراستہ کرنے کی اہم ذمہ داری کا بیڑا اُٹھایا جس کے نتیجے میں دارالمدینہ کے نام سے انٹرنیشنل اسلامک اسکول سسٹم کا قیام عمل میں لایا گیا۔ انٹرنیشنل اسلامک اسکول سسٹم کے تحت دُنیا کے مختلف ممالک میں قائم کردہ اسکول شریعت کے متعین کردہ اُصولوں کے مطابق مستقبل کے معماروں کی تربیت میں مصروف ہیں۔ **دارالمدینہ** کا نظامِ تعلیم **دعوتِ اسلامی** کی اُس مدنی سوچ کا مظہر ہے جو ہمیں دائرۂ شریعت میں رہتے ہوئے زندگی کے معاملات میں معاونت فراہم کرتی ہے۔ **دارالمدینہ** درحقیقت شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال **محمد الیاس عطار** قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے عطا کردہ مدنی مقصد (مجھے اپنی اور ساری دُنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ) کی جانب ایک عملی قدم ہے جو دُنیا اور آخرت کی بھلائی سمیٹنے کا سامان کرتا ہے۔ **دارالمدینہ** ایسا تعلیمی و تدریسی ماحول فراہم کرتا ہے جہاں اساتذہ و طلبہ سے لے کر دفتری عملے تک اور نصابی کتب کی تصنیف و تالیف سے لے کر تدریسی مشاغل کی انجام دہی تک کے معاملات شرعی تقاضوں کے مطابق سرانجام دینے کی حتّی الامکان کوشش کی جاتی ہے۔ **دارالمدینہ** بہترین معیاری تعلیم کے ساتھ ساتھ اسلامی تربیت پر بھی خاص توجہ دیتا ہے جس کے نتیجے میں پڑھنے اور پڑھانے والے ہر فرد میں اسلامی تربیت کی جھلک نظر آتی ہے۔

دارالمدینہ کی چند اہم خصوصیات:

- قرآن مجید اور دینی عُلوم کی تعلیم کا خصوصی اہتمام۔
- دینی و دنیاوی تعلیم کا حسین امتزاج۔
- قومی و عالمی تقاضوں کے مطابق معیاری نصاب۔
- مدنی منّوں/منّیوں کے لیے ابتدا سے ہی الگ الگ کلاسز کا اہتمام۔
- تدریسی تقاضوں کی تکمیل کے لیے وقتاً فوقتاً اساتذہ کی تربیت کا اہتمام۔
- خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ اور عشقِ مُصطفٰی صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فروغ۔
- ہر قسم کے غیر مہذب اور غیر شرعی اُمور سے پاک مدنی ماحول۔
- اہل، تجربہ کار اور اعلیٰ تعلیم یافتہ اساتذۂ کرام۔
- ہم نصابی سرگرمیاں۔
- مختلف تعلیمی سرگرمیوں کے لیے جدید سہولیات۔

کتابوں، کاپیوں اور مقدس تحریروں کا ادب کیجیے۔

9789696910176

دارالمدینہ (ہیڈ آفس)
دارالمدینہ انٹرنیشنل ایجوکیشن سیکریٹیریٹ، پروجیکٹ نمبر 7، پلاٹ نمبر 171، بلاک 13/A، نزد گیلانی مسجد، گلشنِ اقبال، کراچی
فون نمبر: +92-21-34813326 / +92-21-34990226 ای میل: curriculum@darulmadinah.net
ویب سائٹ: www.darulmadinah.edu.pk | www.dawateislami.net